امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 49 مورخہ ۹؍ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۷؍دسمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

اس شمارہ میں
■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا اسرار الحق قاسمیؒ
■ اسلام امن وسلامتی کا مذہب
■ موجودہ مسائل کا حل تعلیمات نبوی میں
■ کلام نبوی میں تشبیہات ....
■ اخبار جہاں
■ ہفتہ رفتہ طب وصحت، ملی سرگرمیاں

بین السطور

مفتی محمد ثناء الهدیٰ قاسمی

پاگل آندھی

ملک کو اس وقت ایک ایسی پاگل آندھی کا سامنا ہے، جو اپنے کو قانون سے بلند وبرتر سمجھنے کی عادی ہو چکی ہے، اس کے حوصلے اس قدر بلند ہیں کہ وہ کسی کو خاطر میں نہیں لا رہی ہے، پاگل بنانے کی یہ مہم مسلمانوں کے خلاف گئوکشی کے نام پر شروع کی گئی تھی اور فضا میں اس قدر زہر گھولا گیا کہ محمد اخلاق اور کئی دوسرے، اس پاگل پن کی بھینٹ چڑھ گیے، اس زہریلی اور پاگل آندھی کے شکار مسلمان ہوتے رہے اور انتظامیہ اور میڈیا کے لوگ ہجومی تشدد کو جواز فراہم کرنے میں لگے رہے، دہشت اور خوف اس قدر طاری کیا گیا کہ اب لوگ مرغ اور دوسرے جانوروں کا گوشت سفر میں ساتھ لے جانا نہیں چاہتے، نہ جانے کوئی پاگل کب یہ کہہ اٹھے کہ یہ گائے کا گوشت ہے، اور آپ کو بھیڑ اس کی بھی مہلت نہ دے کہ آپ اسے مرغ کا گوشت ثابت کر سکیں، روح نکلنے کے بعد جسم بولا نہیں کرتا۔

تازہ واقعہ بلند شہر کے سیانا قصبے کا ہے، جہاں پولس انسپکٹر سبودھ کانت تشدد کا شکار ہوئے، اس بار بھیڑ نے پتھر وغیرہ سے نہیں باضابطہ گولی مار کر انسپکٹر کو موت کی نیند سلا دیا، بہانہ گئوکشی کا بنایا گیا، جسے فرقہ پرستوں نے گنا کے کھیت میں سجا کر رکھ دیا تھا، بجرنگ دل کے کارکنوں نے اس کو ہوا دیا اور اتنا بڑا واقعہ رونما ہو گیا، خبریں جو چھن کر آ رہی ہیں اس میں ایک بات یہ بھی ہے کہ سبودھ کانت کے ذمہ ہجومی تشدد کے ذریعہ موت کے گھاٹ اترنے والے محمد اخلاق کے معاملہ کی جانچ بھی تھی، اس لیے منصوبہ بند انداز میں اسے ٹھکانے لگا دیا گیا، پہلے مسلمان مارے جا رہے تھے تو حکومت خاموش رہی، ذرائع ابلاغ توجیہات تلاشتے رہے اور اپنے ناظرین، سامعین اور قارئین کو بے تکی منطق اور غیر ضروری اتہامات والزامات کے ذریعہ جواز فراہم کرتے رہے، اب یہ آگ محکمہ پولس تک پہونچ گئی ہے اور سبودھ کانت اس کا شکار ہو گیا، اس کا مطلب ہے کہ پاگل آندھی اس گھر تک پہونچ گئی ہے، جن کے مکینوں کے ذمہ دوسروں کے تحفظ کی ذمہ داری ہے۔ بلند شہر کے اس واقعہ کو میڈیا نے اپنی عادت کے مطابق تبلیغی اجتماع سے جوڑنے کی مذموم کوشش کی، حالانکہ اجتماع ختم ہو چکا تھا اور لوگ لوٹ رہے تھے، اگر فرقہ پرست طاقتیں اس مہم میں کامیاب ہو جاتیں تو آگ وخون کا ایک نیا منظر سامنے ہوتا۔

دراصل ہجومی تشدد کے معاملہ میں ہندوستان کا قانون انتہائی نرم ہے، پولس انجان لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کرتی ہے، دفعات ایسے لگاتی ہے کہ بغیر کسی سزا کے معاملہ رفع دفع ہو جاتا ہے، ہندوستان کی تاریخ میں ہجومی تشدد کرنے والے سزا سے بچتے رہے ہیں، جس کی وجہ سے وہ جو چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں اور کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ پا رہا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ہجومی تشدد کے واقعہ میں انجان لوگوں کی تحقیق کر کے انہیں ایسی عبرتناک سزا دی جائے کہ آئندہ کوئی ایسی گھنونی حرکت کی جرأت نہ کر سکے، دیکھا یہ جا رہا ہے کہ مجرموں کو بچانے کے لیے حکومت کے بڑے عہدے دار اور اثر ورسوخ والے افراد آگے آ جاتے ہیں اور قانون کو اپنا کام نہیں کرنے دیتے، ان لوگوں کو بھی یہ جان لینا چاہیے کہ بھیڑ جس طرح بے قابو ہو رہی ہے اس میں یہ دیکھنے کا ہوش کسے ہے کہ سامنے کون ہے یہ سامنے والا ہندو بھی ہو سکتا ہے، پولس افسر بھی اور وہ شخص بھی جو ''کنول'' ہاتھ میں لے کر ''نمو نمو'' کا نعرہ لگاتا پھرتا ہے، سیتامڑھی میں ہم اس کا مشاہدہ کر چکے ہیں، محمد سلیم نامی شخص بی جے پی کا مضبوط کارکن تھا، ہاتھ میں کنول اور زبان پر نمو کے نعرے، لیکن جب ۲۰؍اکتوبر ۲۰۱۸ء کو پاگل آندھی نے دوکان ومکان کو برباد کرنا اور لوٹنا شروع کیا تو محمد سلیم کی دکان بھی لٹ گئی۔

لکھتے لکھتے اچانک مسولینی یاد آ گیا، جس نے بھیڑ کا سہارا لے کر اقتدار کی دہلیز تک رسائی حاصل کر لی تھی، عوام جاگی تو مسولینی سڑک پر گھسیٹ گھسیٹ کر مار ڈالا گیا۔

ہمارے پیارے ملک بھارت میں بھی ہندتوا کے نام پر ایک ایسی بھیڑ جمع کی جا رہی ہے، جس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے، جس دن عوام نے سمجھ لیا کہ اس نعرہ کے ذریعہ ہمارا استحصال کیا جا رہا ہے، تو یہ پاگل آندھی سب کچھ تہہ وبالا کر کے رکھ دے گی، مکافات عمل قدرت کا قانون ہے اور اس سے کوئی بچ کر نہیں نکل سکتا۔

نفرت کی دیوار

''ستر گھروں کا یہ مسلم ٹولہ شیخ اور انصاری کی آگ میں جھلس رہا ہے، گاؤں میں لوگوں میں نفرت کی ایسی آگ ہے کہ انہوں نے عوامی سڑک کو دیوار گھیر کر بانٹ لیا ہے، آدھی سڑک پر انصاری برادری والے چل رہے ہیں، اور آدھی پر شیخ برادری والے چل رہے ہیں، سڑک پر دیوار ہو جانے سے اب گاؤں میں گاڑیاں نہیں جا سکتی ہیں۔'' (دینک بھاسکر ۸؍دسمبر ۲۰۱۸ء)

ضلع مظفر پور کے کانٹی بلاک میں ایک پنچایت ہے پانا پور حویلی، اس پنچایت کا ایک گاؤں دامودی ٹولہ کہلاتا ہے، آبادی زیادہ نہیں، صرف ستر گھروں کی ہے، برادری کے اعتبار سے شیخ انصاری اس گاؤں میں بستے ہیں، جو تصویریں اخبار میں شائع ہوئی ہیں، اس سے یہ بستی متمول اور مالدار نہیں دکھتی ہے، یہاں دونوں برادری کے لوگ عرصہ سے مل جل کر رہتے تھے، پھر کسی نے دل میں نفرت کی آگ لگا دی، ہوا یہ کہ بشیر میاں کے گھر شادی تھی، بھوج میں دونوں طرف کے لوگ شریک تھے، کسی بات پر دونوں برادری والے میں جھگڑا ہو گیا، یہ جھگڑا اس قدر بڑھ گیا کہ وہ نہ صرف کھان پان، ٹاٹ باٹ الگ کرنے پر متفق ہو گیے، بلکہ ۱۸؍نومبر ۲۰۱۸ء کو محلّہ کی سڑک پر تین سو فٹ لمبی دیوار کھڑی کر دی گئی اور جس سمت میں جس برادری کا محلّہ تھا وہ اس کی سڑک قرار پائی، اس سلسلے میں محمد نصیر الدین انصاری کا کہنا ہے کہ یہ سرکاری سڑک نہیں ہے، پندرہ سال پہلے من ملا تھا تو سڑک بنی تھی، اب دل ٹوٹ گیے تو سڑک بنٹ گئی، نصیر الدین انصاری کا کہنا ہے کہ ہم لوگ باہر رہتے ہیں، اس لیے حفاظتی نقطۂ نظر سے یہ دیوار بنائی گئی ہے، دیوار کے اس پار سے ہم لوگوں کو اب کوئی مطلب نہیں ہے، شیخ برادری کی جانب سے یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم نے ایک ہی دسترخوان پر برسوں کھانا کھایا ہے، کچھ لوگوں نے وقتی جھگڑے کو برادری کا رنگ دے کر راستہ بند کیا ہے، حد یہ ہے کہ مسجد جانے کا راستہ بھی بند کر دیا گیا ہے، مظفر پور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ محمد سہیل اسے خطرناک معاملہ سمجھتے ہیں، خبر یہ ہے کہ بعض دردمند لوگوں کی پہل پر نفرت کی یہ دیوار توڑ دی گئی ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اتنے مسائل ومشکلات کا سامنا کر رہے مسلمانوں کی ذہنیت اب بھی نہیں بدلی ہے، ذات برادری کی لعنت اور اس بنیاد پر جھگڑوں نے اب بھی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا ہے، دِل بدلے، حالات بدلے لیکن اب بھی، ذات برادری کے نام پر مار پیٹ کا کھیل کھیلا جا رہا ہے، حالاں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دور جاہلیت کی ہر قسم کی عصبیت کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا تھا، اور ارشاد فرمایا تھا کہ عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے، فضیلت کا معیار تقویٰ اور خوف خدا ہے، اللہ رب العزت نے تمام انسان کو حضرت آدم اور حوا علیہما السلام سے پیدا کیا، ذات برادری اور قبائل آپسی تعارف کے لیے بنائے، اللہ کے نزدیک یہ عظمت وبڑائی کا معیار نہیں ہیں، عظمت وبڑائی والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے، ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گیے تھے، یعنی تخلیق کے اعتبار سے سب برابر ہیں اور سب کی اصل مٹی ہی ہے، اس لیے اسلامی نقطہ نظر سے یہ انتہائی مذموم عمل ہے کہ ذات برادری کی بنیاد پر تفرقے پیدا کیے جائیں اور اس بنیاد پر مسلمان آپس میں دست وگریباں ہوں۔

اس معاملہ کا دوسرا شرمناک پہلو یہ ہے کہ سڑک کو تقسیم کیا گیا، گاڑیوں کے آنے جانے میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں، سڑک پر رکاوٹیں کھڑی کرنا یہ اسلام کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا صدقہ ہے۔ اور یہاں راستہ پر تکلیف دہ چیز ڈالی جا رہی ہے، کیا ہو گیا ہے مسلمانوں کو، ہندوستان کے موجودہ حالات سے بھی سبق نہیں لے رہے اور ذات برادری کی بنیاد پر اپنی طاقت اور اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں، پُر لطف بات یہ ہے کہ دونوں ایک ہی مسلک کے ہیں اور ایک ہی مکتب فکر کے پیروکار ہیں، عموماً اس قسم کے جھگڑے مسلکی بنیادوں پر ہوتے رہتے ہیں، لیکن یہاں تو اللہ، رسول، کلمہ، کتاب بلکہ مسلک تک ایک ہے اور پھر بھی جھگڑ رہے ہیں۔

افسوسناک پہلو

''مسلمانوں کی قومی زندگی کا سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے قومی اور تہذیبی معاملات پر سنجیدگی اور متانت کے ساتھ بہت کم اور جذباتیت کے ساتھ زیادہ غور کرتے ہیں، چنانچہ ان کو ایسے لیڈر پسند ہیں جو اسٹیج پر کھڑے ہو کر اشتعال انگیز باتیں کہہ جائیں، مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی کا بھیانک نقشہ ان کے سامنے پیش کریں اور اس زبوں حالی میں جن لوگوں کا دخل ہے، ان کو بُرا بھلا کہیں، اسی طرح وہ ان اخبارات کی طرف زیادہ مائل ہیں، جن کی تنقید وصاف بیانی کا نشتر زیادہ سے زیادہ تیز ہو۔'' (مولانا سعید احمد اکبر آبادی: برہان اپریل ۱۹۵۴ء)

بلا تبصرہ

''شہر تو اب بھی بلند ہے، مگر کچھ خاموش سوال چیخ چیخ کر بلندی کے ثبوت مانگ رہے ہیں، صوبے کے مجرم غنڈے اور لٹیروں کو دی گئی نصیحت ان سنی رہ گئی، پھر ایک بے قصور مارا گیا، آخر کہاں گیا وہ وعدہ، آج گائے کی عقیدت کے نام پر فرقہ وارانہ تشدد کے زہریلے بیج لگاتار بوئے جا رہے ہیں، اس کا اثر اتنا گہرا ہوتا ہے کہ بے قابو بھیڑ نہ جانے کب اور کیسے قاتل بن جاتی ہے، اس طرح کا قتل سماج کے تانے بانے کو تہس نہس کر دے گی، جس پر ہمیں ناز ہے، دنیا جیت کر آخر کیا کر لیں گے، جب اپنا ہی سب کچھ لٹ جائے گا۔'' (ام کے مشرا، ہندوستان ۸؍دسمبر ۲۰۱۸ء)

اللہ کی باتیں --- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

جوان-معاشرے کا ستون:

وہی اللہ ہے جس نے تم کو کمزوری اور ناتوانی کی حالت میں پیدا کیا، پھر اس کے بعد قوت عطا فرمائی، پھر طاقت وقوت کے بعد ضعف اور بوڑھاپے سے دوچار کیا، اللہ جو چاہتے ہیں، پیدا فرماتے ہیں اور وہ خوب جاننے والے اور خوب قدرت والے ہیں۔ (سورۂ روم: ۵۴)

مطلب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف مرحلوں میں پیدا کیا، پہلے مادر شکم میں جنین کی شکل میں بنایا، پھر اس کو دنیا میں دودھ پینے والے بچے کی شکل میں بھیجا، پھر جوانی اور بڑھاپے کے مراحل آئے، جہاں قوت کے بجائے کمزوری اور ضعیفی دامن تھام لیتی ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان اللہ کے فیصلہ کے سامنے بے بس ہے اور انسان ہو یا کائنات کی کوئی اور چیز، سب پر خدا کا فیصلہ جاری ہے، لیکن غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ زندگی کے ان مراحل میں جوانی کی عمر جوش وجذبہ کی عمر ہوتی ہے، اس عمر میں قوت وتوانائی بڑھ جاتی ہے، جس نے جوانی کی قدر کی اور اس کو اپنی اور قوم وملت کی اصلاح وترقی میں لگایا، وہ دنیا وآخرت میں کامیاب وبامراد ہوں گے اور جس نے بے راہ روی اختیار کی اور خواہشات نفس کی اتباع وپیروی میں گنوادیا، وہ ناکام ونامراد رہیں گے؛ کیوں کہ نوجوان ہی خاندان اور معاشرہ کا ستون ہوتا ہے، اگر وہ صحیح ہوجائے تو پورا جسم صحیح ہوجائے گا اور اگر وہی بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، نوجوان ہی امت کی سوچنے والی عقل اس امت کا دست وبازو اور اس کا نیا خون اور نئی طاقت ہے، نوجوان کی صحیح تربیت کے ذریعہ ہی زمین میں انسان کو نائب بنائے جانے کا صحیح مقصد پورا ہوتا ہے، اس لیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے لیے بہترین ثمرہ اور آخرت میں سودمند بن سکتا ہے، عقل مند وہی نوجوان ہے جس میں بصیرت ہو، خود اپنی تعمیر پر توجہ دیتا ہو، پھر ملت کی تعمیر کے لیے کوشش کرتا ہو، اسی بنیاد پر اسلام نے مسلم نوجوانوں کو اپنی جوانی کی عمران امور میں لگانے کی دعوت دی، جن کا فائدہ اس کو آخرت اور دنیا دونوں جگہ ملتا ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو: بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، فقیری سے پہلے مالداری کو، مشغولیت سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے زندگی کو، اس لیے اگر نوجوان فارغ اوقات کو صحیح مقصد میں لگائے اور اپنی اصلاح کے ساتھ قوم وملت کو فائدہ پہونچائے تو اس سے زندگی میں ترقی اور خوشحالی آئے گی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے اللہ راضی ہوگا، اس سلسلہ میں قرآن مجید میں نوجوانوں کے لیے بیان کردہ واقعات سے نئی نسل کو عبرت ونصیحت حاصل کرنا چاہیے، خواہ وہ اصحاب کہف کا واقعہ ہو، یا حضرت یوسف علیہ السلام کی آزمائشوں کے مراحل کہ ان نامور شخصیات نے دین کو زمانے کے دست وبرد سے محفوظ رکھنے کے لیے بری بڑی قربانیاں دیں، جس کے نتیجہ میں وہ اللہ کے محبوب ومقرب بندوں میں شامل ہوئے۔ انسانی زندگی کا تیسرا مرحلہ بڑھاپے سے دوچار ہوتا ہے، اس میں کمزوری اور ضعف کے اثرات نمودار ہوتے ہیں، اس عمر کے انسان اپنے علم اور تجربے کی بنیاد پر کسی کام کے لیے منصوبہ بندی تو کرسکتے ہیں؛ لیکن عملی طور پر جدوجہد سے قاصر رہتے ہیں، ایسے سن رسیدہ بوڑھے لوگوں کا اکرام کرنا، ان سے ادب واحترام سے پیش آنا ایک انسانی فریضہ بھی ہے اور اسلامی تعلیمات کا بنیادی حصہ بھی، اس سے بلند اخلاق کی بنیادیں تعمیر ہوتی ہیں، اگر کوئی انہیں ازکار رفتہ تصور کرکے بے یار ومددگار چھوڑ دیتا ہے تو یہ گناہ ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جو بھی نوجوان کسی بوڑھے کی اس کی عمر کی وجہ سے عزت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت کرنے والا مقدر میں لکھ دیتا ہے، جو لوگ اپنے ضعیف وناتواں والدین کو اولڈ ہاؤس میں ڈالتے ہیں، انہیں مذکورہ حدیث سے عبرت حاصل کرنا چاہیے، اس لیے کہ قرآن وحدیث میں بوڑھے والدین کی خدمت کو عبادت قرار دیا گیا، اللہ ہمیں جوانی کی قدر کرنے، بوڑھوں کا احترام کرنے اور بچوں پر شفقت سے پیش آنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

گناہوں کو معمولی نہ سمجھئے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم چھوٹے چھوٹے گناہوں سے پرہیز کرو، کیوں کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک جماعت جنگل میں گئی اور ہر ایک ان میں کا ایک ایک لکڑی لاکر جمع کرتا رہا اور پھر اسے روشن کردیا اور اس پر پکایا، کھایا۔ (الحدیث)

وضاحت: معصیت وگناہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، اللہ کی نافرمانی کرنے والا سخت عذاب میں مبتلا ہوگا، جب تک کہ وہ اپنے گناہوں پر ندامت وشرمندگی کے آنسو نہ بہالے اور توبہ واستغفار کرکے معافی تلافی نہ کرلے؛ کیوں کہ انسان جب گناہوں پر اصرار کرتا ہے اور اپنی اصلاح کی فکر نہیں کرتا تو وہ مختلف طرح کے مسائل ومشکلات میں گھر جاتا ہے، اس کو دنیا میں بھی سزائیں ملنے لگتی ہیں، پھر وہ کرب وبے چینی کی زندگی گذارنے لگتا ہے، ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بادشاہوں کا مالک ہو، بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہے، جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں تو میں ان کے بادشاہوں کے دلوں کو ان پر رحمت اور شفقت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو ان بادشاہوں کے دلوں کو غضب اور عقوبت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں، پھر وہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو کوئی ناپ تول میں کمی کرتا ہے تو وہ قحط اور تنگی میں مبتلا ہوجاتا ہے، پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ گنہگار آدمی عام طور پر گناہ ہی کی حالت میں مرتا ہے، چور اور ڈاکو ڈاکہ ڈالتے ہوئے پولیس کے ہاتھوں مارا جاتا ہے، اس پر لوگ طعنے بھی دیتے ہیں اور ادھر وہ اللہ کے یہاں مجرم کی حیثیت سے پہونچتا ہے، جبکہ نیکوکار عام طور پر نیکی کی حالت مرتا ہے، آپ نے بہت سے نیک لوگوں کے بارے میں سنا ہوگا کہ وہ تہجد واشراق کی نماز پڑھتے ہوئے، یا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اللہ سے جاملے، یہی نیکی اور بدی میں فرق ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

چوری کا سامان خریدنا:

کچھ لوگ چوری کا سامان لاتے ہیں اور سستے داموں میں بیچ کر چلے جاتے ہیں، بدقسمتی سے یہ سامان خریدنے والے مسلمان بھی ہوتے ہیں، جو یہ جانتے ہوئے کہ سامان چوری کا ہے، سستا ہونے کی وجہ سے خرید لیتے ہیں اور اپنی ضروریات میں استعمال کرتے ہیں، شرعا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

چوری کے سامان کا مالک چور نہیں؛ بلکہ اصل مالک صاحب سامان ہوتا ہے، چور کا اس سامان کو بیچنا اور لوگوں کا اس کو خریدنا شرعا جائز نہیں ہے؛ بلکہ اس کو اس کے اصل مالک تک پہونچانا ضروری ہے۔ "ولو باع السارق المسروق من إنسان أو ملك منه بوجه من الوجوه فإن كان قائما فلصاحبه أن يأخذه لانه عين ملكه وللماخوذ منه أن يرجع على السارق بالثمن الذى وضعه". (بدائع الصنائع، فصل فی حكم السرقة: ۳۷/۶) لہذا صورت مسئولہ میں یہ جانتے ہوئے کہ سامان چوری کا ہے، پھر بھی اس کو خریدنا اور اپنے مصرف میں لانا شرعا ناجائز وحرام ہے، اس سے احتراز لازم وضروری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے جانتے ہوئے چوری کا مال خریدا، وہ بھی چور کے ساتھ اس کے گناہ اور عار میں شریک ہوگا۔ "قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من اشترىٰ سرقة وهو يعلم انها سرقة فقد شرك فی عارها واثمها". (مصنف ابن أبی شيبة، باب من كره شرار السرقة: ۳۷۷/۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اے ٹی ایم سروس چارج سودی رقم سے ادا کرنا:

ہر وہ شخص جو اے ٹی ایم استعمال کرتا، اس کے کھاتہ سے بینک سالانہ پچاس روپئے کاٹ لیتا ہے، یہ رقم بینک سے ملنے والے سود سے منہا کیا جاسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

ATM سروس کے نام سے سالانہ جو رقم کھاتہ سے کٹتی ہے، اس کو اپنی خالص رقم سے ادا کرنا ضروری ہے، سود سے وضع کرنا درست نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ ATM سے فائدہ حاصل کرنے کا عوض ہے، جس کو سودی رقم سے ادا کرنا گویا براہ راست سود سے فائدہ حاصل کرنا اور فعل حرام کا مرتکب ہونا ہے، لہذا اس سے احتراز لازم وضروری ہے۔ "اذا كان عند رجل مال خبيث ... لو انفق على نفسه فقد استحكم ما ارتكبه من الفعل الحرام". (بذل المجهود: ۳۶۰/۱) فقط واللہ اعلم

سامان فروخت کرنے پر کمیشن:

ایک شخص کی دکان ہے، اس نے بکر سے کہا: تم مجھ کو گاہک لاکر دو اور سامان بیچوا دو، تم جتنے گاہک کے ہاتھ سے سامان فروخت کرواؤ گے، میں ہر گاہک پر تم کو بیس روپئے دوں گا، سوال یہ ہے کہ اس طرح کا معاملہ شرعا درست ہے یا نہیں؟ اور بکر کے لیے مذکورہ کمیشن جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

بائع اور مشتری کے درمیان معاملات طے کرانے میں جو شخص اپنا کردار ادا کرتا ہے، اس کو سمسار، یا دلال کہا جاتا ہے۔ والسمسار هو الذى يدخل بين البائع والمشترى متوسطا لامضاء البيع وهو المسمى الدلال، لانه يدل المشترى على السلع ويدل البائع على الأثمان". (الموسوعة الفقهية: ۱۵۲/۱۰) اور دلالی میں باقاعدہ معاملہ طے ہو اور کسی قسم کی جہالت نہ ہو تو فی نفسہ اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں، اسی طرح اگر جہالت معمولی ہو یا کثرت تعامل کی وجہ سے موجب نزاع نہ رہی ہو تو اس کو متأخرین فقہاء نے ضرورتاً جائز قرار دیا ہے۔ والحاصل ان الجهالة اليسرية عفو فی ماجرى به التعامل لكونها لا تفضى إلى النزاع عادة". (اعلاء السنن، باب اجر السمسرة: ۲۴۵/۱۶) لہذا صورت مسئولہ میں شخص مذکور اور بکر کے درمیان مذکورہ معاملہ شرعا جائز ودرست ہے اور بکر کو دلالی میں ملنے والی اجرت بھی جائز وحلال ہے۔ "اجارة السمسار والمنادى ... تجوز لما كان للناس به حاجة ويطيب الاجر الماخوذ لو قدر اجر المثل". (ردالمحتار، باب الاجارة الفاسدة: ۶۴/۹) (مستفاد کتاب النوازل: ۳۸۰/۱۲)

دلال کا دونوں پارٹیوں سے کمیشن لینا:

فیصل ایک آدمی ہے، جو دلالی کا کام کرتا ہے، زید نے اس سے کہا تم ہماری زمین فروخت کرو اور ہم تم کو ۲؍فیصد معاوضہ دیں گے، پھر وہ خریدار تلاش کرتا ہے اور اس سے زمین دلانے کی بات کرتا ہے؛ لیکن ساتھ ساتھ اس سے بھی ۲؍فیصد معاضہ لینے کی بات کرتا ہے، اس طرح دونوں پارٹیوں سے ۲،۲؍فیصد لے کر معاملہ کرادیتا ہے، سوال یہ ہے کہ آدمی کا بائع اور مشتری دونوں سے دلالی کی اجرت لینا شرعا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جبکہ اجرت متعین ہے تو فیصل ایک فریق یا دونوں فریق سے دلالی پر اجرت لے سکتا ہے، شرعا اس کی گنجائش ہے۔ "اجارة السمسار والمنادى ... تجوز لما كان للناس به حاجة ويطيب الاجر الماخوذ لو قدر اجر المثل". (ردالمحتار، باب الاجارة الفاسدة: ۶۴/۹) فقط واللہ اعلیٰ اعلم بالصواب

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھار کھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 49 مورخہ ۹ر ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۷ر دسمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

ارجیت پٹیل کا استعفیٰ

رزرو بینک آف انڈیا کے گورنر ارجیت پٹیل نے اپنے عہدہ سے استعفی دے دیا، استعفی کی وجہ ذاتی وجوہات انہوں نے بتائی ہے، پہلے بیان میں ذاتی تحفظات کے نقطۂ نظر سے یہ کہنے کی روایت قدیم ہے، کچھ دن گذرنے پر جب ذاتی تحفظات کا مسئلہ نہیں رہتا تو پیاز کے چھلکے کی طرح واقعات کی پرتیں کھلتی جاتی ہیں، اور حقائق سامنے آتے ہیں۔

مرکزی حکومت نے دستوری اعتبار سے خود مختار اداروں کو اپنے ماتحت لانے اور ان پر غیر ضروری طور پر دباؤ بنانے کی جو پالیسی اختیار کی، اس کے نتیجے میں پہلے سپریم کورٹ میں واویلا مچا، پھر سی بی آئی میں گھمسان پڑا اور اب آر بی آئی کے گورنر کو استعفی دے دینا پڑا، جبکہ ارجیت پٹیل کی مدت کار ابھی کم ازکم نو ماہ باقی تھی، اور کام کرنے کے لیے نو ماہ ایسے حساس اداروں میں بہت ہوا کرتے ہیں، اس کے علاوہ ان کی مدت کار میں توسیع کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا، لیکن ۵۴ر سالہ ارجیت پٹیل نے مناسب سمجھا کہ عزت وآبرو کے ساتھ مستعفی ہو جائیں اور اپنی مدت کار میں جو شفافیت باقی رکھی تھی اس پر آنچ نہ آنے دیں، ان کے اس فیصلے کی وجہ سے گذشتہ ۳۶ر سالوں میں کام کرنے والے گورنروں کے مقابلے ان کی مدت کار سب سے کم رہی، انہوں نے ۴ر ستمبر ۲۰۱۶ء کو آر بی آئی کے چوبیسویں گورنر کی حیثیت سے یہ عہدہ سنبھالا تھا اور رگھورام راجن سے اس عہدہ کا چارج لیا تھا، ان کے استعفیٰ کے چوبیس گھنٹے کے اندر ریزرو بینک آف انڈیا (RBI) کے نئے گورنر کے طور پر ۶۳ سالہ ششی کانت کو جو تاریخ سے ام اے ہیں اور ۱۹۸۰ء بیچ کے تامل ناڈو کیڈر سے آئی ایس ہیں، نیا گورنر نامزد کر دیا گیا ہے، وہ ۲۰۱۴ء میں ٹیکس اور ۲۰۱۶ء میں معاشی معاملات کے سکریٹری رہ چکے ہیں، ۲۸ر مئی ۲۰۱۷ء کو سبکدوشی کے بعد پندرہویں مالیاتی منصوبہ کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے، آر بی آئی گورنر بننے کے بعد انہوں نے اعلان کیا ہے کہ آر بی آئی اور سرکار کے ساتھ جاری ٹکراؤ کو ٹالنا ان کی اولین ترجیحات میں شامل ہے، نوٹ بندی میں ان کی کارکردگی حکومت کی نگاہ میں قابل تعریف تھی، وفاداری کا صلہ کچھ تو ملنا تھا۔

جن لوگوں نے ارجیت پٹیل کے استعفیٰ کا قریب سے جائزہ لیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ سرکار آر بی آئی پر ۵ء۳ لاکھ کروڑ رقم کا مطالبہ آر بی آئی کے محفوظ فنڈ سے کر رہی تھی، تاکہ بینکوں کی بگڑتی صورت حال اور ہندوستان کی گرتی معیشت کو اس رقم سے سہارا دیا جاسکے، لیکن ارجیت پٹیل اسے آر بی آئی کے کاموں میں داخل اندازی سمجھ رہے تھے، تازہ صورت حال یہ ہے کہ آر بی آئی کے محفوظ فنڈ میں ۶ء۹ر لاکھ کروڑ روپے ہیں، یہ آر بی آئی کے کل سرمایہ کا ۵ء۲۶ر فی صد ہے، سرکار چاہتی تھی کہ اتنی بڑی رقم کے بجائے رزرو بینک آف انڈیا عالمی اوسط (گلوبل اوسط) کے حساب سے فنڈ محفوظ رکھے جو صرف ۱۶ر فی صد ہے، ساڑھے دس فی صد جو زائد ہے، وہ مارکیٹ میں آجائے، آر بی آئی گورنر کی سوچ یہ تھی کہ اس سے افراط زر میں مزید اضافہ ہوگا اور مہنگائی مزید بڑھ جائے گی۔

ارجیت پٹیل کارپوریٹ گھرانے سے آئے تھے اور مختلف عہدوں پر کام کرنے کے بعد یہاں تک پہونچے تھے وہ سرمایہ کاروں کی حقیقی پریشانی اور سرمایہ کاری کے بعد نقصانات کے امکانات سے پورے طور پر واقف تھے، اس لیے انہوں نے بینکوں کے نظام کو چست درست رکھنے کے لیے کئی انقلابی اقدام کیے، انہوں نے اکیس میں سے گیارہ بینکوں کو فوری اصلاح کے خانے میں ڈال دیا تھا اور ان بینکوں پر پابندی لگادی تھی کہ وہ بڑے قرض نہیں دے سکتے ہیں، نئی شاخیں نہیں کھول سکتے ہیں، سرکار اس میں ڈھیل چاہتی تھی، اس کی منشا یہ تھی کہ کسی طور چار پانچ بینکوں کو فوری اصلاح (PCA) سے باہر نکالا جائے جو ارجیت پٹیل کرنا نہیں چاہتے تھے، آر بی آئی نے گذشتہ ۱۲ر فروری ۲۰۱۸ء کو ضابطہ میں ترمیم کر کے یہ اصول نافذ کر دیا تھا کہ اگر قرض لوٹانے کے لیے متعینہ مدت میں ایک دن بھی تاخیر ہوئی تو بینک اسے ڈی فولٹر مان کر کاروائی شروع کر دے گا، سرکار کو یہ بھی پسند نہیں تھا کیوں کہ صنعت کاروں کی طرف سے اس پر اس ضابطہ میں ڈھیل دینے کے لیے دباؤ شدید تھا، لیکن آر بی آئی نے اس ضابطہ کو بدلنے یا اس میں ڈھیل دینے سے انکار کر دیا تھا، ارجیت پٹیل اس گرو موتی کو آر بی آئی کا ڈائرکٹر بنانے سے بھی ناخوش تھے، مرکزی حکومت نے بینکنگ کے ماہر نجی کیت جور کو ہٹا کر بغیر کسی اطلاع کے گرو موتی کو بورڈ کا ممبر بنا دیا تھا کئی مرکزی وزارت کے سکریٹری کی طرف سے رقوم کی ادائیگی کے طریقوں میں تبدیلی کی مانگ کی جارہی تھی، ارجیت پٹیل اس معاملہ میں بھی بہت سخت تھے، ان کا کہنا تھا کہ پے منٹ سسٹم (طریقۂ ادائیگی) مالیاتی سسٹم کا حصہ ہے اور وہ آر بی آئی کے پاس ہے، اس لیے پے منٹ ریگولیٹر کی سفارش ضابطہ کے خلاف ہے۔

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ استعفیٰ ذاتی وجوہ سے نہیں، اس دخل اندازی کی وجہ سے ہے؛ جو مرکزی حکومت سپریم کورٹ اور سی بی آئی کے بعد آر بی آئی میں کرنا چاہتی تھی، یہ بات بھی صحیح ہے کہ سرکار نے رگھورام راجن کی جگہ پر ارجیت پٹیل کو لاکر اس محکمہ میں دخل اندازی کا دروازہ کھولا تھا اور ابتداء میں نوٹ بندی کے مسئلے پر ان کی رضامندی نے ملک کی معیشت کو غیر معمولی نقصان پہونچایا تھا، لیکن جلد ہی ارجیت پٹیل یہ محسوس کرنے لگے کہ اس طرح تو رزرو بینک آف انڈیا کی بدنامی ہوگی، اور ملک کی معیشت کو ناقابل تلافی نقصان پہونچے گا، اس لیے انہوں نے سرکار کی ہاں میں ہاں ملانا بند کر دیا اور بات یہاں تک پہونچ گئی کہ انہیں استعفیٰ دینا پڑا، استعفیٰ کے بعد وزیر مالیات ارون جیٹلی اور وزیر اعظم نریندر مودی نے منہ بھر کر ان کی تعریف کی اور کہا کہ ارجیت پٹیل نے بینکنگ نظام کو افراتفری سے نکالا، وہ ایک بے داغ شخصیت کے مالک ہیں، ان کی قیادت میں آر بی آئی نے معاشی نظام کو مستحکم کیا، یہ تعریفیں یقیناً حقیقت سے قریب ہیں، لیکن ان کے اندر چھپا راز یہ ہے کہ ارجیت پٹیل کارپوریٹ گھرانہ سے آتے ہیں، جس کا انبانی خاندان سے مضبوط کاروباری رشتہ رہا ہے، ایسے میں وزیر اعظم کی مجبوری یہ ہے کہ وہ سرمایہ دار خاندان کو ناراض نہیں کرنا چاہتے؛ خصوصا اس وجہ سے کہ ۲۰۱۹ء کا انتخاب سر پر ہے اور ان کی ناراضگی سے انتخاب کے لیے مالیات کی فراہمی دشوار ہوگی۔

کانگریس کی واپسی

پانچ ریاستوں کے حالیہ انتخاب میں بی جے پی کو شرمناک شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے، راجستھان، چھتیس گڑھ اور مدھیہ پردیش میں کانگریس کا ہاتھ بلند رہا، میزورم میں کانگریس کو منہ کی کھانی پڑی، وہاں میزورم نیشنل فرنٹ نے بازی ماری اور کانگریس کو صرف پانچ سیٹوں پر قناعت کرنی پڑی، انتیس سیٹوں سے ہاتھ دھونا پڑا، میزورم چھوٹی ریاست ہے، اسمبلی میں صرف چالیس سیٹیں ہیں، لیکن اس ریاست کی اہمیت کانگریس کے لیے بہت تھی کیوں کہ وہ شمال مشرق میں کانگریس کا آخری پڑاؤ تھا، اس ہار کی وجہ سے شمال مشرق میں کانگریس کا آخری قلعہ بھی مسمار ہو گیا ہے، کانگریس کو ملے ووٹوں کا تناسب بھی ۲۰۱۳ء کے مقابلے ۶ء۴۴ سے گھٹ کر صرف ۲ء۳۰ فی صد رہ گیا ہے، جب کہ ام ان اف کے ووٹوں کا تناسب ۷ء۲۸ سے بڑھ کر ۶ء۳۷ ہو گیا ہے اور چھبیس سیٹوں پر اس نے جیت درج کرائی ہے۔

تلنگانہ میں کانگریس کی سیٹ کم آئی: لیکن یہاں ۲۰۱۴ء کے مقابلے چھ سیٹیں بڑھیں، ووٹوں کا تناسب بھی ۷ء۱۱ سے بڑھ کر ۴ء۲۸ تک پہونچ گیا، یہاں ٹی آر اس نے مجلس اتحاد المسلمین کے ساتھ مل کر اٹھاسی سیٹوں پر قبضہ کر لیا، دوسرے لوگوں کے حصے میں بارہ سیٹ آئی، یہاں تیلگو دیشم کے ساتھ کانگریس کا اشتراک تھا، لیکن اس کا فائدہ کانگریس کو نہیں ملا، تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ اگر یہاں کانگریس تنہا لڑتی تو پوزیشن اچھی ہوتی۔

چھتیس گڑھ اور راجستھان میں بی جے پی کے کنول کو کانگریس کے ہاتھ نے بری طرح مسل کر رکھ دیا، جن چار جگہوں پر مودی نے چھتیس گڑھ میں اجلاس کو خطاب کیا تھا سبھی پر بی جے پی کو بھاری شکست کا سامنا کرنا پڑا، بارہ وزراء میں سے چار ہار گیے، راجستھان میں بی جے پی کے بیس وزیر ہار گیے، صرف دس وزرا اپنی سیٹ بچا پائے، مجموعی طور پر نوے سیٹیں بھاجپا کے ہاتھ سے نکل گئیں اور کانگریس کا پرچم راجستھان میں لہرایا، لطیفہ یہ ہے کہ جس گائے کے تحفظ کے لیے راجستھان مشہور ہوا تھا، وہاں کے گائے منتری کو بھی لوگوں نے اسمبلی سے باہر کا راستہ دکھایا۔

مدھیہ پردیش میں بی جے پی کے دل ناتواں نے مقابلہ خوب کیا، لیکن یہاں بھی اکتیس میں چودہ وزراء کو ہار کا سامنا کرنا پڑا اور ایک سو نو سیٹیں جیت کر دوسری بڑی پارٹی کے طور پر سامنے آئی، کانگریس نے ۱۱۴ سیٹوں پر قبضہ کیا اور اسے اکثریت کے لیے صرف دو سیٹ کی ضرورت ہے جو اسے بہوجن سماج پارٹی کی حمایت کے بعد حاصل ہو گئی ہے، اس طرح راجستھان چھتیس گڑھ اور مدھیہ پردیش میں کانگریس کی حکومت کا بننا طے ہے، اور یہ راہل گاندھی کے لیے ان پانچ ریاستوں کے عوام کی جانب سے بڑا تحفہ ہے اور اتفاق سے یہ تحفے ٹھیک اس تاریخ یعنی ۱۱ر دسمبر کو عوام نے دیا ہے، جس دن وہ انڈین نیشنل کانگریس کے صدر منتخب ہوئے تھے۔

جیسا کہ ہر انتخاب کے بعد ہوتا ہے کہ ہارنے اور جیتنے والی پارٹیاں ان اسباب وعلل کا جائزہ لیتی ہیں، جو ہار یا جیت کا سبب بنیں، جہاں تک بھاجپا کی ہار کا تعلق ہے، اس میں سب سے اہم مسئلہ کسانوں کا تھا، اس سی اس ٹی قانون میں ترمیم بھی اس کا ایک سبب بتایا جاتا ہے، کانگریس کے ذریعہ کسانوں کے قرض کی معافی کا وعدہ بھی کام آیا، بتایا جاتا ہے کہ جو لوگ حکومت کے کام کاج کرنے کے طریقے اور غیر ضروری مسائل پر حکومت کی توجہ سے پریشان تھے، انہوں نے حکومت مخالف ووٹ دیا، تاکہ پندرہ سال سے حکومت کرنے والے لوگ بدل جائیں، جہاں تک راجستھان کا معاملہ ہے وہاں ان چیزوں کے علاوہ اس روایت نے بھی کام کیا کہ ایک پارٹی کو دوبارہ تخت پر براجمان نہ کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ راجستھان میں پانچویں بار سرکار بدلی۔

بھاجپا موجودہ ہار سے ''سکتے'' میں ہے، اس کا ''کانگریس مکت بھارت'' بنانے کا سپنا چور چور ہو گیا ہے، ایسے میں ہندوتوا ووٹوں کو متحد کرنے کے لیے ۲۰۱۹ء کے انتخاب میں وہ رام مندر، دفعہ ۳۷۰ کی طرف لوٹ سکتی ہے، جس سے ملک میں ٹکراؤ کی فضا پیدا ہوگی؛ لیکن اب ہندوستانی عوام نے اچھی طرح جان لیا ہے کہ ان غیر ضروری مسائل کو اٹھا کر ملک کا بھلا نہیں کیا جاسکتا، اور نوٹ بندی جی اس ٹی سے پریشان عام انسان، تین طلاق قانون کے ذریعہ مذہب میں دخل اندازی اور ہریجن نیز دلت اس سی اس ٹی قانون میں ترمیم کے واقعہ کو بھلا نہیں سکتا، مہنگائی بے روزگاری، غیر ضروری دخل اندازی اور سرکار کے کام کرنے کے طریقہ سے ناراض عوام نے ۲۰۱۹ء کے عام انتخاب میں یہی رخ اپنایا تو بہت ممکن ہے کہ ''بھاجپا مکت'' ہندوستان وجود میں آجائے، لیکن اس موضوع پر ابھی کچھ کہنا مشکل ہے، کیوں کہ پارلیمانی انتخاب میں کم ازکم پانچ مہینے باقی ہیں، اور پانچ مہینے مسائل پیدا کرنے، مُدوں کو اٹھانے اور واویلا مچانے کے لیے بہت ہوا کرتے ہیں۔ خصوصا اس صورت میں جب جمہوریت کا ایک بڑا استون ذرائع ابلاغ بھی سیاست کی ''منڈی'' میں ''مال'' بن گیا ہو اور منہ مانگی قیمت ملنے پر حقائق کا خون کرنے کے لیے تیار ہو، واقعہ یہ ہے کہ موجودہ دور میں پارٹی کی پالیسی، سیاسی کارکردگی سے زیادہ پروپیگنڈہ بھی شکست وفتح میں معاون ہوا کرتا ہے اور مقولہ بہت مشہور ہے کہ جھوٹ کو اتنی بار بولو کہ وہ سچ معلوم ہونے لگے، صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ جس صفائی سے جھوٹ بولنے لگا ہے، ہم لوگ اس صفائی سے سچ بھی نہیں بول پاتے ہیں۔

حضرت مولانا اسرار الحق قاسمیؒ: اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

: ایڈیٹر کے قلم سے

نامور عالم دین، مشہور خطیب، ماہر تعلیم، صاحب طرز اہل قلم، کشن گنج کے ممبر پارلیامنٹ، معروف قومی وملی رہنما، سیاست کے مرد میداں، سابق جنرل سکریٹری جمعیت علماء ہند، سابق سکریٹری جنرل آل انڈیا ملی کونسل، رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور رکن مجلس شوری دار العلوم دیو بند حضرت مولانا اسرار الحق قاسمیؒ ۷/دسمبر ۲۰۱۸ء مطابق ۲۸/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ ساڑھے تین بجے شب اچانک دنیا سے رخصت ہو گیے، رات ۱۱/بجے تک حلیمیہ چوک کشن گنج میں جلسہ کو خطاب کیا، اسی رات دو اور جلسے کو جس میں ایک ان کے قائم کردہ دار العلوم صفہ میں منعقد ہوا تھا، خطاب کیا، دو گھنٹہ سوئے، ۳/بجے تہجد کے لیے اٹھے، وضو کیا، جائے نماز پر جانا چاہ رہے تھے کہ دل کا دورہ پڑا، رفقاء کو بلایا، گاڑی کا دروازہ خود سے کھولا، سیٹ پر بیٹھے، پوچھا کہاں لے جا رہے ہو، بتایا گیا، ڈاکٹر کے یہاں، فرمایا: میں تو اللہ کے یہاں جا رہا ہوں، تم سب مجھے معاف کر دینا یہ کہا اور چلتے رہے، پورے ہندوستان کا سفر کر چکے تھے، سرحد پار ملکوں ملکوں گیے، لیکن اس سفر کی بات ہی کچھ اور تھی، شان ہی کچھ اور تھی، یہ ملکوتی سفر تھا، آخرت کا تھا، اُس پار جہاں صرف خدا کی رحمتوں کا سہارا ہے اور عمل صالح کا توشہ کام آتا ہے، پوری زندگی بے تکلفانہ گذری، ہٹاؤ، بچاؤ کا ماحول نہیں بننے دیا، تواضع، انکساری اور سادگی کے پیکر بنے رہے اور اسی بے تکلفی سے آخرت کے سفر پر روانہ ہو گیے، نہ نزع کی تکلیف ہوئی، نہ خدمت گاروں کو خدمت کا موقع ملا، ایک وقت کی نماز قضا نہیں ہوئی، دین کا داعی اللہ کے بلاوے پر ہنستا مسکراتا چلتا بنا، طاب حیا اور طاب میتا کی اس سے اچھی مثال اور کیا ہوگی، خوش گوار زندگی پائی اور قابل رشک موت آئی۔

جنازہ اسی دن تین بجے شام ان کے آبائی گاؤں تاراباری ٹپو ڈاک خانہ تاراباری چوک، ضلع کشن گنج میں ادا کی گئی، لاکھوں کے مجمع میں مولانا انوار عالم صاحب کشن گنج نے جنازہ کی نماز پڑھائی، اور ٹپو کے آبائی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، امارت شرعیہ کی نمائندگی تجہیز وتکفین میں مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے فرمائی۔ علامتی طور پر تھوڑے وقت کے لئے ترنگا جھنڈا تابوت پر رکھا گیا اور سرکاری اعزاز کے طور پر گارڈ آف آنر بھی پیش کیا گیا، مولانا نے اس رسومات سے احتراز کی وصیت کر رکھی تھی، لیکن پورے طور پر اس کو روک دینا حکمت ومصلحت کے خلاف تھا؛ اس لیے گوارہ کر لیا گیا۔

مولانا محمد اسرار الحق بن منشی امید علی بن لیاقت اللہ کی پیدائش ۱۵/فروری ۱۹۴۲ء کو ان کے آبائی گاؤں تاراباری ٹپو میں ہوئی، اس اعتبار سے ان کی عمر چھہتر سال کچھ ماہ تھی، ابتدائی تعلیم انہوں نے اپنے گاؤں کے قریب مدرسہ بدر العلوم پھول گاچھی موجودہ ضلع کشن گنج میں حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لیے دار العلوم دیو بند گیے وہاں سے فضیلت کی ڈگری پائی، فراغت کے بعد پہلے مدرسہ رحیمیہ گاڑھا موجودہ ضلع مدھے پورہ اور اس کے بعد مدرسہ بدر الاسلام بیگو سرائے میں ناظم تعلیمات کی حیثیت سے خدمت انجام دینے لگے، اسی زمانہ میں "مسلم پرسنل لا اور ہندوستان" کے نام سے کتاب تصنیف کی جو غالباً ان کی پہلی تصنیف ہے۔ ۱۶/مئی ۱۹۶۵ء کو سلمہ خاتون بنت ولایت حسین بن ریاضت اللہ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے، مولانا کے دادا اور ریاضت اللہ دونوں حقیقی بھائی تھے، دو لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑ کر ۹/جولائی ۲۰۱۲ء کو رفیقہ حیات نے ساتھ چھوڑ دیا اور رفیق اعلیٰ سے جا ملیں، مولانا ان دنوں برطانیہ کے دورے پر تھے، اس حادثے نے ان کو اندر سے توڑ کر رکھ دیا، وہ خود بھی قلب کے مریض ہو گیے اور انہیں ہارٹ سرجری کرانی پڑی، لیکن مولانا نے قومی، ملی، سماجی، سیاسی اور تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھیں، کھانے پینے میں پرہیز کرتے تھے، لیکن ملی اور قومی خدمات میں بیماری کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

اس گوہر نایاب پر حضرت مولانا اسعد مدنیؒ صدر جمعیت علماء کی مردم شناس نگاہ پڑ گئی، وہ بدر الاسلام سے اٹھا کر مولانا کو دہلی لے گیے اور جمعیت علماء کا جنرل سکریٹری بنا دیا، گوہر قابل تھا، مولانا مرحوم کی تربیت اور کام لینے کی وجہ سے جِلا پیدا ہوئی، مولانا نے جمعیت کے پلیٹ فارم سے دور دراز کے دیہاتوں کا دورہ کیا، ملک وملت کے مسائل کو سمجھا اور ان مسائل کے حل کے لیے شب وروز ایک کر دیا، جمعیت علماء میں جب انہوں نے محسوس کیا کہ ان کے لیے عزت نفس کے ساتھ کام کرنا دشوار ہوتا جا رہا ہے تو ۱۹۹۱ء میں علاحدگی اختیار کی؛ لیکن پوری زندگی جمعیت کے خلاف زبان نہیں کھولی اور نہ قلم کو اس معاملہ میں آزاد چھوڑا، یہی وجہ ہے کہ چند سالوں کے بعد وہ جمعیت کے اجلاس میں شریک ہونے لگے اور دور ہو کر بھی وہ اپنے طرز عمل سے جمعیت کے قریب ہی رہے۔

قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے مسلم مجلس مشاورت کی شکست وریخت کے بعد آل انڈیا ملی کونسل کے قیام کا منصوبہ بنایا تو ان کی نگاہ حضرت مولانا اسرار الحق صاحب تک پہونچی اور انہوں نے مولانا کے تجربہ سے فائدہ اٹھانے اور دہلی دفتر کو سنبھالنے کے لیے ۱۹۹۳ء میں انہیں اسسٹنٹ سکریٹری جنرل بنا دیا اور مولانا نے اس نو خیز ادارہ کی پہچان حضرت قاضی صاحب کے ساتھ رہ کر یا ان کی ہدایت پر ملک گیر سطح پر کرایا، اس کے لیے وہ جلسہ جلوس کے ساتھ آل انڈیا ملی کونسل کی سرگرمیوں پر مشتمل ایک قلمی رسالہ فوٹو کاپی کر کے ممبران کی خدمت میں بھیجا کرتے، مضمون بھی ان کا ہوتا اور تحریر بھی انہیں کی ہوتی، اس وقت تک ملی کونسل کا دفتر آج کی طرح وسائل سے لیس نہیں تھا، مولانا نے جدوجہد جاری رکھی، قاضی صاحب نے آزادی کے پچاس سال کے موقع سے پورے ملک میں کارواں نکالنے کا ارادہ کیا تو بڑا حصہ مولانا اسرار الحق صاحب کے حصے میں آیا، بہار بھی انہیں کے حصے میں تھا، ان دنوں مفتی نسیم احمد قاسمیؒ کے ساتھ میں بھی بہار ملی کونسل کا سکریٹری تھا، بائی پاس سنگھ پٹرول پمپ سے ہم لوگوں نے کارواں کا استقبال کیا تھا، سری کرشن میموریل ہال میں قاضی صاحبؒ کی صدارت میں اجلاس ہوا تھا، لمبے سفر کے باوجود مولانا کے چہرے پر تھکن کے آثار نہیں تھے کہنا چاہیے کہ تکان ان کے پاس نہیں پھٹکتا تھا، اس موقع سے بنارس سے میں بھی قافلہ میں شریک ہوا تھا، اور یوپی کے مختلف علاقے بلند شہر، بہرائچ، میرٹھ، مئو، لکھنؤ، دیو بند، گورکھپور، سہارن پور، پنجاب کے مالیر کوٹلہ اور دہلی تک کا سفر کیا تھا، اصلاً اس کارواں کے میر کارواں قاضی صاحبؒ تھے، مولانا اسرار الحق صاحب دوسرے کارواں کی قیادت کر رہے تھے، دہلی میں ہم لوگ ایک ساتھ ہو گیے تھے۔

پھر ایسا ہوا کہ مولانا اسرار الحق صاحب کو ملی کونسل بھی راس نہیں آئی، وہ اس کے نائب صدر آخر عمر تک رہے لیکن سن ۲۰۰۰ء سے عملی سرگرمیوں میں شراکت برائے نام رہی، البتہ ملی کونسل کے خلاف حرف شکایت کبھی زبان پر نہیں لائے، اسی درمیان انہوں نے ۲۰۰۰ء میں آل انڈیا ملی فاؤنڈیشن کے قیام کا منصوبہ بنایا، اور اعظم گڈھ کے بعض رفقاء اور مولانا افتخار مدنی کو لے کر کام کا آغاز کر دیا، مولانا کی شناخت پورے ملک میں تھی، شخصیت کی حفاظت بھی انہوں نے ہر دور میں کی تھی، اس لیے فاؤنڈیشن کے کام کو آگے بڑھانے میں انہیں دشواری نہیں ہوئی، انہوں نے کئی مدارس، لڑکیوں کے ملی گرلس اسکول اور ۱۶۳ مکاتب قائم کئے، دہلی، مٹیابرج اور خود اپنے آبائی ضلع کشن گنج کو اپنی محنت وخدمت کا مرکز بنایا۔

مولانا اصلاً عالم باعمل اور مذہبی قائد تھے، لیکن وہ دین سے سیاست کی جدائیگی کو درست نہیں سمجھتے تھے، ان کا خیال تھا کہ ایک اچھا مذہبی انسان اچھا سیاست داں ہو سکتا ہے، وہ در کفے جام شریعت اور در کفے سندان عشق کے قائل تھے، وہ اس ملک میں خدمت کے لیے سیاسی طور پر آگے بڑھنے کو ضروری سمجھتے تھے، چنانچہ انہوں نے سرگرم سیاست میں حصہ لینا شروع کیا، طریقت ومعرفت کی راہ میں آگے بڑھنے کے لیے مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ مظاہر علوم سہارن پور سے منسلک ہوئے اور ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم کا ہاتھ تھاما، اس دوسری بیعت کے بعد ان کی تقریر وتحریر کے انداز میں واضح فرق محسوس کیا جانے لگا، سیاسی مجلسوں اور جلسوں میں اعداد وشمار کے ساتھ انتہائی اعتماد کے ساتھ وہ اپنی بات رکھتے رہے، لیکن سیاسی مضامین لکھنے کی تعداد میں کمی آئی اور مذہبی موضوعات پر زیادہ لکھنے لگے۔

سیاسی جدوجہد کے مختلف مراحل میں انہوں نے کشن گنج سے ۱۹۸۵ء سے مسلسل چار بار قسمت آزمائی کی، لیکن ناکام رہے، بالآخر ۲۰۰۹ء میں کانگریس پارٹی کے ٹکٹ پر پندرہویں لوک سبھا کے لیے کامیاب ہو گیے، ۲۰۱۴ء میں بی جے پی کو تقریباً دو لاکھ ووٹوں سے ہرا کر دوبارہ سولہویں لوک سبھا کے لئے منتخب ہوئے، اس انتخاب میں مولانا نے ۵۳ء۱۵ فیصد ووٹ حاصل کیا اور ۴۹۳۴۶۱ ووٹ پایا، جب کہ بی جے پی کے ڈاکٹر دلیپ کمار جیسوال کو ۲۹۸۸۴۹ ووٹ ہی مل پائے جو صرف ۳۲ء۱۹ فی صد تھا، اس طرح بہار سے تنہا وہ ایسے ممبر پارلیامنٹ تھے، جس نے اتنے بڑے فاصلے سے جیت درج کی تھی، وہ ہر موقع سے ملت کی آواز ایوان تک پہونچاتے رہے، پارلیامنٹ میں ان کی حاضری کا تناسب ۸۸/فی صد رہا، طلاق بل پر کانگریس نے انہیں پارلیامنٹ میں بولنے کا موقع نہیں دیا، اس کی وجہ سے انہیں مسلمانوں کی جانب سے بدگمانی کا سامنا کرنا پڑا، لیکن مولانا نے راجیہ سبھا میں اس بل کو روکنے کے لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے شانہ بشانہ کام کیا اور جس طرح تمام پارٹیوں کو اس بل کی مخالفت پر آمادہ کیا، اس نے بدگمانی کو دور کیا اور مولانا کی مقبولیت برقرار رہی۔

مولانا امارت شرعیہ اور اکابر امارت شرعیہ کے بہت قریب رہے، مدت تک وہ یہاں کی مجلس شوریٰ اور مجلس ارباب حل وعقد کے رکن تھے، ان کی خاکساری، تواضع، سادگی مثالی تھی، ہر آدمی ان سے مل سکتا تھا اور ملتے وقت اپنے چھوٹے ہونے کا احساس نہیں ہوتا تھا، میری تحریروں کے وہ مداح تھے اور جب ملاقات کے وقت وہ عنوان کے ساتھ کسی مضمون کی تعریف کرتے تو میرا حوصلہ بڑھ جاتا، ان کی نظر دین وسیاست اور ہر طرح کے موضوعات پر تھی، اس لیے ان کی تعریف "بمد خوش کرنی" نہیں ہوا کرتی تھی۔

میں نے نصف درجن سے زائد جلسوں میں ان کے ساتھ شرکت کی ہوگی، ایک بار دار العلوم وقف دیو بند کے اسٹیج پر بھی ہم لوگ ساتھ رہے، ہر بار خورد نوازی کا خیال رکھا اور کھل کر گفتگو کی، ان کا چہرہ بارونق تھا، لیکن اتنا بھی نہیں کہ آنکھیں خیرہ ہو جائیں اور رعب ودبدبہ کی وجہ سے زبان خشک ہو کر تالو سے لگ جائے، ان سے کھل کر بات کرنے کو جی چاہتا تھا، اور وہ اس طرح گھل مل جاتے تھے کہ ہم جیسے چھوٹوں کو بھی اپنی بات رکھنے میں تردد نہیں ہوتا تھا، کلکتہ تانتی بگان پروگریس سوسائٹی کے اجلاس میں یہ منظر بھی دیکھنے کو ملا کہ شال وغیرہ جو کچھ ہدیہ میں ملا تھا، قبول کر کے غریبوں کو دیدیا۔ یہ پہلا اور آخری واقعہ نہیں تھا۔

انہوں نے کشن گنج میں علی گڈھ مسلم یونیورسیٹی کی شاخ کے قیام کے لیے ۲۲۴ ایکڑ زمین کی حصولیابی کی کامیاب کوشش کی، گو وہ علی گڈھ کی اس شاخ کو کشن گنج میں پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکے، وہ ایمس کی شاخ بھی کشن گنج میں لانا چاہتے تھے، لیکن یہ کوشش بار آور ہو نہیں پائی تھی کہ اللہ کا بلاوا آ گیا۔

مولانا نے بحرین، بوٹ سوانہ، عراق، سعودی عرب، ملاوی، جنوبی افریقہ، متحدہ عرب امارات، برطانیہ، ویسٹ انڈیز اور زامبیا کے اسفار کیے اور ہر جگہ دین کی دعوت اور اسلام کا پیغام پہونچایا، وہ ۳۱/اگست ۲۰۰۹ء کو داخلی معاملات سے متعلق کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے، یکم ستمبر ۲۰۱۴ء کو انڈسٹری اسٹینڈنگ کمیٹی کے ممبر بنائے گیے وہ فروغ انسانی وسائل، اقلیتی معاملات سے متعلق کمیٹی جواہر لال نہرو یونیورسٹی اور علی گڈھ مسلم یونیورسیٹی علی گڈھ کورٹ کے ممبر بھی رہے۔

مولانا کی خدمت کا ایک بڑا میدان تصنیف وتالیف اور سلگتے مسائل پر مضامین ومقالات کی اشاعت بھی تھی، ان کی کتابیں انسانی اقدار، اسلام اور سوسائٹی (انگریزی)، مسلم پرسنل لا اور ہندوستان، سلگتے مسائل، اسلام اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں، معاشرہ اور اسلام، دین فطرت ہندوستانی مسلمان اور ان کی ذمہ داریاں، عورت اور مسلم معاشرہ، خطبات لسٹر، حقیقت نماز، دعا عبادت بھی حل مشکلات بھی، ان کے علاوہ تقریباً دس ہزار مضامین ومقالات اخبارات میں منتشر ہیں، ان کو جمع کر کے شائع کرنا ان کی خدمات کا اعتراف بھی ہوگا اور بہترین خراج عقیدت بھی، ہندوستان کے تمام اردو روزناموں میں ان کے مضامین شائع ہوتے تھے، ان کے بعض مقالات بیرون ملک کے مجلّات میں بھی شائع ہوتے۔ اللہ مرحوم کی مغفرت اور امت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

اسلام امن وسلامتی کا مذہب

مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ کے خطاب کا اقتباس

مرتب: مولانا عبد اللہ جاوید قاسمی

مورخہ ۵ر ربیع الاول بروز بدھ قاضی نگر مسجد پھلواری شریف میں بعد نماز عشاء حضرت مولانا شبلی القاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے ''اسلام امن وسلامتی کا مذہب'' کے عنوان پر بصیرت افروز بیان کیا۔ خطاب حد درجہ معلوماتی اور مفید تھا اس لئے قارئین کی فائدہ رسانی کی غرض سے اس کو تحریر میں لاکر پیش کر رہا ہوں۔

مولانا نے قرآن پاک کی آیت ''یاایھا الذین آمنو اادخلو فی السلم کافة'' کی روشنی میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ ایمان امن سے بنا ہے اور اسلام سلم سے مشتق ہے، جس کا معنی ہی امن وسلامتی ہے الحمدللہ ہم لوگ ایمان والے بھی ہیں اور اسلام والے بھی، آج ضرورت ہے کہ ہر جگہ اسلام کے پیغام امن کی تبلیغ وتشہیر کی جائے، یاد رکھیں اسلام نے ہمیشہ امن وسلامتی کا پیغام دیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده و المومن من امنه الناس علی دمائهم و اموالهم'' مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں، اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے جان ومال محفوظ رہیں، یعنی لوگوں کے جان ومال کو اس سے کوئی خطرہ نہ ہو۔ غور کیجئے عرب کے فساد وبگاڑ کے ماحول میں اسلام نے اپنی مقبول پالیسی اور انصاف پر مبنی تعلیمات وہدایات کی بنیاد پر ایسا امن قائم کیا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، امن کو اس طرح فروغ ملا کہ ایک خاتون صنعائے یمن سے مکہ اور مدینہ کا سفر زیورات سے لیس ہو کر بے خوف تنہا پاپیادہ کر لیتی ہے، اور اس کی طرف کوئی نگاہ غلط اٹھانے والا کوئی نہ ہوتا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ تک انسانوں کے امن کے اثرات جانوروں تک بھی منتقل ہو گئے، بھیریا اور بکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پینے لگے۔ اس وقت پھر دنیا بدامنی اور ناانصافی کی شکار ہو چکی ہے، ہر کوئی امن کے کھوکھلے نعرے لگا رہا ہے، اور ایک دوسرے کو مورد الزام قرار دے رہا ہے، حالانکہ دنیا کو یہ جان لینا چاہئے کہ صرف اس کے نعرے لگانے سے امن نہیں قائم ہوگا، امن بارش کی طرح ٹپکنے والی بوندیں یا زمین سے نکلنے والی کھیتی نہیں ہے۔ بلکہ امن کے کچھ اصول ہیں جن کی پابندی سبھوں کو کرنی ہوگی، اسلام نے امن کا پیغام بھی دیا اس کے لئے قابل قبول اور لائق عمل نظام بھی دیا، آج دنیا اس حقیقت سے عصبیت کی بنیاد پر انکار کر رہی ہے، حالانکہ سمجھنا چاہئے کہ اسلام کے مزاج میں اور اس کی فطرت میں امن داخل ہے۔

اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ بندے جلوت وخلوت، مجمع اور تنہائی، دن اور رات ہمہ دم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا بن جائے، وہ مخلوقات سے خوف نہ کھا کر اللہ تعالیٰ سے خوف کھائے جو ہر جگہ اور ہر آن موجود ہے، گویا اسلام نے مخلوق کا خوف نکال کر خالق کا خوف دل میں پیدا کیا ہے۔ اس حقیقت کو ذہن میں رکھیے اور سمجھئے کہ دہشت کی تعلیم اسلام کیسے دے سکتا ہے، کیوں کہ دہشت کا تعلق انسانوں کا خوف قائم کرنے سے ہے، جو اسلام کی بنیادی تعلیم اور مزاج کے خلاف ہے۔ اسلام مخالف دشمنوں نے اس لفظ کو مسلمانوں کے ساتھ اتنا استعمال کیا کہ خود مسلمانوں میں لیبرل قسم کے لوگ یہ سمجھنے لگے کہ نعوذ باللہ اسلام کی تعلیمات میں ہی کمی ہے، لہذا اس بات کو سمجھنے اور عام کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کا تعلق دہشت گردی سے نہیں ہے۔

امن کیسے قائم ہو، ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام نے کسی بھی شعبے کو تشنہ نہیں چھوڑا، ہر شعبے میں اعتدال آئے اور ہر جگہ امن ہو اس کی رہنمائی کی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لایومن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه'' ''تم میں سے کوئی مومن کامل اس وقت تک نہیں ہو سکتا ہے جب تک تم اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو'' غور کریں رسول اکرم ﷺ نے امن اور بھائی چارگی کا کتنا عمدہ اصول بیان فرمایا، کہا جا رہا ہے کہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ کون شخص ہے جو اپنے لئے بدعملی اور پریشانی کو پسند کرتا ہے یاد رکھئے بدامنی اس لئے پھیلتی ہے کہ ہم نے صرف اپنے حق کو پہچانا، ہر طرح کا سکون کیسے حاصل ہو، دینا کا عیش وآرام کیسے مل جائے ہم نے صرف اس پر محنت کی، اور دوسروں کے حقوق کو ہم نے پس پشت ڈال دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے گھروں سے امن وسکون ختم ہو گیا، ملک میں بدامنی پھیلتی چلی گئی، ہر طرف خوف وہراس کا ماحول قائم ہو گیا ہے، مولانا نے فرمایا، امن کی بنیاد نیچے سے تلاش کیجئے پھر اوپر کی طرف جائیے، امن کی ضرورت ہمارے وجود کو بھی ہے، ہمارے گھر اور خاندان کو بھی ہے، ہمارے محلّہ اور گاؤں کو بھی ہے، ضلع، ریاست اور ملک کو بھی ہے، نچلے پائیدان سے امن کی تحریک چلائیں، کیوں کہ فرد اور شخص سے محلّہ، گاؤں اور سماج بنتا ہے اور گاؤں شہروں سے ملکر ملک بنتا ہے، افراد، خاندانوں اور گاؤں ٹولوں میں قیام امن کے بغیر ریاست اور ملک میں امن قائم نہیں ہو سکتا، آج خاندانی نظم بدامنی کے شکار ہو کر منتشر ہو رہے ہیں، محلوں اور گاؤں کا نظام اتحاد پاش پاش ہو رہا ہے، ہر جگہ خوف اور بدامنی کا ماحول ہے، انسان اپنے آپ میں پریشان ہے وہ خود امن وسکون سے خالی ہو چکا ہے۔

میرے بھائیو! آرام اور سکون میں فرق ہے، آرام کا تعلق جسم سے ہے اور سکون کا تعلق دل سے ہے، ہم نے جسم کو آرام دینے کے لئے محنتیں کیں، روپئے پیسے اکھٹا کئے، حلال وحرام میں فرق نہیں کیا، کہاں سے آرہا ہے۔ اور کیسے آرہا ہے، اس کی کوئی فکر نہیں ہے، چنانچہ دولت جمع ہو گئی، عیش وعشرت کا سارا سامان حاصل ہو گیا، لیکن نتیجہ صفر ہی رہا سکون میسر نہیں، اس لئے کہ ہماری پوری محنت جسم کے آرام پہنچانے پر ہوئی، ہم نے دل پر محنت ہی نہیں کی، اللہ پاک نے قرآن پاک میں فرمایا: الابذکر الله تطمئن القلوب اللہ کے ذکر سے دلوں کو آباد رکھو، لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ کا ذکر کیا جائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنایا جائے اور اس پر عمل کیا جائے، خود انسان پر اپنے اعضاء کے جو حقوق اور تقاضے ہیں اسے پورا کریں تب جاکر امن وسکون مل پائے گا۔

ہم اپنے جسم میں غور کریں، آنکھ جو روشنی کا خزانہ ہے، اللہ نے اس کی حفاظت کے لئے پلک کا نظام دیا، اگر ہم اس پلک کو ہی ہٹا دیں تو آنکھ میں گرد وغبار داخل ہوں گے، آنکھ خراب ہو جائے گی، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے معدہ کا نظام بنایا، ہمارا معدہ ٹھیک کیسے رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں بیان فرمایا کہ کم کھاؤ، خواہش کھانے کی باقی رہے کہ کھانا چھوڑ دو، اس کے برعکس جو اس پر عمل نہ کرے بلکہ حلق تک پہنچا دے وہ بیماریوں کا شکار ہو جائے گا، اس کی صحت خراب ہو جائے گی، آپ نے غور کیا، جسم سے پلک ہٹا، کم کھانے پر عمل نہیں کیا، تو یہ ہوا کہ جسم کا سکون ختم ہو گیا، اور پریشانیاں بڑھ گئی، اور جسم بدامنی اور فساد کا شکار ہوا، اسی طرح ہم اپنے گھروں میں دیکھیں، گھروں سے امن وسکون ختم ہو چکا ہے، ہر گھر میں لڑائی اور جھگڑے ہو رہے ہیں، یہ آپسی اختلاف کیوں پیدا ہوئے، ایک دوسرے سے محبت کرنے والے، نفرت کے سوداگر کیسے بن گئے، یاد رکھئے اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے کہ ہم نے حق تلفی کی ہے، فساد وبگاڑ اور امن کے خاتمہ کی بنیادی وجہ ناانصافی اور حقوق کا نہ ادا کرنا ہے، کچھ دنوں تک وہ خاموش رہتا ہے جس کی حق تلفی ہو رہی ہوتی ہے، لیکن پانی جب سر سے اونچا ہو جاتا ہے اور صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے تو وہ انسان پھر بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے، آج باپ بیٹے، ماں بیٹی، ساس بہو، بھائی بھائی، بہن بہن کی حق تلفی کر رہا ہے، اگر ہم چاہتے ہیں کہ گھروں میں امن وسکون قائم ہو تو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کریں، جو اپنے لئے پسند کریں وہ اپنے بھائیوں کے لئے بھی پسند کریں، ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں، نماز واذکار کی پابندی کریں، وراثت کا نظام قائم کریں، اگر آپ یہ کر لیں گے تو انشاء اللہ ہمارے گھروں میں امن وسکون قائم ہو جائے گا۔

گھروں میں امن قائم کرنے میں سب سے بڑا اور کامیاب نسخہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ گھروں میں آپس میں سلام کو رواج دو، اگر رسول اللہ ﷺ کی اس سنت پر سب لوگ عمل کرنے لگیں تو گھر سے فساد دور ہوگا۔ اپنے گھروں سے باہر نکل کر پڑوسیوں اور محلّہ کا جائزہ لیجئے تو وہاں بھی امن وسکون قائم نہیں ہے، لوگ اختلاف کا شکار ہیں، ہر شخص چاہتا ہے کہ میں اس سے آگے رہوں، اس کا تین منزلہ مکان کیوں بن گیا، اس کا بیٹا کیوں کامیاب ہو گیا، نوکری کیوں مل گئی، حسد اور بغض وعناد میں پورا معاشرہ ڈوبا ہوا ہے، یاد رکھئے اسلام نے ان چیزوں سے منع کیا ہے، آج پڑوس پڑوس کا دشمن ہے جس کی وجہ سے اپنے گھر میں سارے اسباب راحت ہونے کے باوجود انسان پریشان ہے، حالانکہ پڑوسیوں سے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''حضرت جبرئیلؑ پڑوسیوں کے متعلق مجھے وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہیں ان کو وراثت میں حصہ نے دے دیں۔

لہذا پڑوسیوں کے حقوق ادا کیجئے، ان کی حق تلفی نہ کیجئے، اگر کوئی بیمار ہے اس کی عیادت کیجئے، غریب ہے اس کی ضرورت کو پورا کیجئے، کھانا کھلائیے، ان کے دکھ درد میں شریک رہئیے، بیمار ہیں تو عیادت کیجئے، ان کی خوشی میں شریک رہیئے، اگر آپ یہ کر لیں گے تو گھر کے ساتھ ساتھ آپ کے محلے میں بھی امن قائم ہو جائے گا، اور اسے محلے تک ہی محدود نہ کیجئے، بلکہ گاؤں شہر اور ملک تک اس پیغام کو عام کیجئے تاکہ ہر جگہ امن قائم ہو جائے اور لوگ اطمنان وسکون کے ساتھ زندگی گزارنے لگیں، اگر کوئی حاکم ہے وہ اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے، ان کی ضرورتوں کا خیال رکھے، ان کے ساتھ انصاف کرے، ان کے حقوق ادا کرے، اگر یہ ہوگا تو ملک سے بدامنی ختم ہو جائے گی، لوگ آرام کی زندگی بسر کرنے لگیں گے۔

اللہ پاک نے قرآن پاک میں فرمایا ''ولاتفسدو فی الارض بعداصلاحها ولاتتبعوا خطوات الشیطان'' بعد اس کے کہ زمین کی اصلاح کر دی گئی، فساد اور بگاڑ پیدا نہ کر شیطان کی پیروی نہ کرو، شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس کا تو کام ہی ہے فساد پیدا کرنا، گھروں میں لڑائیاں کروانا، گاؤں اور سماج کو آپس میں ٹکرا دینا، اس لئے شیطان کا راستہ مت اختیار کیجئے، بلکہ وہ راستہ اپنائیے جس کی اللہ اور اس کے رسول نے تعلیم دی ہے ہے، آج ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم لوگ اپنا اور اپنے گھروں کا جائزہ لیں اور پھر جہاں کمی ہے اسے پورا کرنے کی کوشش کریں، اللہ پاک نے تو اس زمین کو پاک بنایا تھا لیکن ہم نے اسے فساد سے بھر دیا، پھر اپنے رسولوں کے ذریعہ ہماری پیدا کی ہوئی بگاڑ اور اس کی تحریف کو ختم کیا، غلطی ہماری ہے، آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اور جن حالات کا ہمیں سامنا ہے، اس کے ذمہ دار ہم خود ہیں، اس لئے اپنے گھروں میں جانے سے پہلے اس بات کا پختہ ارادہ کیجئے کہ ہم لوگ سیرت نبوی کی روشنی میں گھر خاندان گاؤں سماج اور پورے ملک میں حتی المقدور امن اور شانتی کے قیام کی تحریک کو مضبوط کریں گے شیطان کے بہاوے میں نہیں آئیں گے ا، اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

موجودہ مسائل کا حل تعلیمات نبوی میں

مولانا سید احمد ومیض ندوی

دورِ حاضر سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی کا دور ہے، مواصلات کی حیرت انگیز ترقی نے ساری دنیا کو گلوبل ولیج میں تبدیل کر دیا ہے، انٹرنیٹ کی ایجاد نے معلومات کے انبار لگا دیئے ہیں، علم وسائنس کے بڑھتے قدموں نے وسائلِ زندگی میں بے تحاشہ اضافہ کر دیا ہے، ہر قسم کے سامان آرائش کی فراوانی ہے، لیکن یہ تصویر کا صرف ایک رخ ہے، دورِ حاضر کی تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ وسائل کی بہتات کے باوجود موجودہ دور کا انسان مسائل میں گھرا ہوا ہے، اس وقت ساری انسانیت انتہائی پیچیدہ قسم کے مسائل میں گرفتار ہے، مغربی ممالک ہوں کہ مشرقی دنیا، ترقی یافتہ علاقے ہوں کہ پسماندہ ممالک ساری انسانی آبادی الجھنوں کا شکار ہے، عالمگیر نوعیت کے مسائل کا سامنا ساری دنیا کو ہے، اور ایسا بھی نہیں کہ ان مسائل کے حل کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں ہوتی بلکہ دنیا بھر کے دانشور اور دماغی صلاحیتوں کے حامل مفکر اور صفِ اول کے مدبر بار بار سر جوڑ کے بیٹھتے ہیں اور مسائل کے حل کے لیے عالمی کانفرنسوں اور سیمیناروں کا انعقاد عمل میں لایا جاتا ہے، اور بعض مسائل ایسے ہیں جن کے حل کے لیے اقوام متحدہ کی نگرانی میں باقاعدہ بیٹھکیں ہوتی ہیں، مگر نشستند وخوردند وبرخاستند کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

انسانیت کو لاحق مسائل کا حل وہی ذات کرسکتی ہے جو انسانوں کی خالق ہے جس پروردگار نے انسان کی شکل میں حیرت انگیز مشین بنایا ہے، وہی بہتر طور پر جانتا ہے کہ اس مشین کو کیا کمزوریاں لاحق ہوسکتی ہیں اور اس میں آنے والی خرابیوں کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے چنانچہ اس خالق کائنات نے جہاں انسان کو پیدا فرمایا وہیں اس کے مسائل کے حل کے لیے حضرات انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ کو بھیج کر قیامت تک پیدا ہونے والے نت نئے مسائل کے حل کا سامان فراہم فرمایا، اس وقت انسانیت جتنے مسائل سے دوچار ہے اس کا حل صرف اور صرف سیرت رسول ا اور تعلیمات اسلام میں ہے۔

اس وقت سب بڑا مسئلہ جس سے دنیا کے سارے ممالک دوچار ہیں، تحفظ وسلامتی اور انسانی حقوق کی حفاظت کا ہے، دنیا کے ہر خطہ میں انسان عدم تحفظ کا شکار ہے، انسانی خون ارزاں ہوتا جارہا ہے، گزشتہ صدی میں دنیا دو عظیم جنگوں کا سامنا کرچکی ہے، جن میں لاکھوں انسان مارے گئے ان دو جنگوں کے باوجود حالات میں تبدیلی نہ آسکی، اب دنیا کی صورتِ حال یہ ہے کہ دھماکے روز کا معمول بن چکے ہیں، کسی دن کے اخبارات دھماکوں کی خبروں سے خالی نہیں ہوتے، اور ایک ایک دھماکے میں سیکڑوں لوگ ہلاک اور ہزاروں زخمی ہوتے ہیں اور لاکھوں کی املاک تباہ ہوتی ہے، عراق میں دس لاکھ سے زائد شہری مارے گئے، افغانستان میں تباہی کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، بوسینا کی قیامت صغریٰ اب تک ذہنوں سے محو نہیں ہوئی، جہاں کی اجتماعی قبروں سے اب تک نعشیں برآمد ہورہی ہیں جن ممالک کو اپنے سیکوریٹی نظام پر ناز ہے وہاں بھی انسانی جان کو خطرات لاحق ہیں امریکہ جیسے سپر پاور ملک میں اچانک فائرنگ کے واقعات معمول بن چکے ہیں، اسکولوں میں دن دھاڑے فائرنگ ہوتی ہے، شاپنگ مالوں میں دھماکے ہوتے ہیں، الغرض پوری دنیا بارود کے ڈھیر پر کھڑی ہے، سلامتی وتحفظ کے مسئلہ پر ہر ملک انتہائی حساس ہے، سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے نت نئے مہلک ہتھیار تیار کئے جارہے ہیں، ہر ملک اپنے بجٹ کا ایک بڑا حصہ دفاع پر خرچ کررہا ہے، اس سب کے باوجود کہیں انسانوں کو تحفظ حاصل نہیں، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حل بتاتی ہے۔

آپ کی آمد سے پہلے قتل وغارت گری اور لوٹ کھسوٹ عام تھی، معمولی باتوں پر جنگ چھڑ جاتی تھی اور چالیس چالیس برس تک جاری رہتی تھی، مختلف قبائل میں آپسی رسہ کشی عروج پر تھی ایسے نازک حالات میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاکیزہ تعلیمات کے ذریعہ ایسا انقلاب برپا کردیا کہ خونخوار انسان امن وسلامتی کے علمبردار بن گئے، ایک دوسرے کی جان کے درپے رہنے والے ایک دوسرے پر جان نچھاور کرنے والے بن گئے، عورتوں کو مکمل تحفظ حاصل ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی جان کی عظمت بڑھا دی، خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر صاف اعلان کیا کہ تمہارا خون تمہارا مال ایک دوسرے کے لیے حرام ہے جس طرح یہ دن یہ شہر قابل احترام ہے، جرائم کے انسداد اور جان ومال کے تحفظ کے لیے آپ نے لوگوں میں ایک دوسرے کے حقوق کا احترام اور ان کی ادائیگی کی فکر پیدا کی، اور آخرت میں جوابدہی کا احساس پیدا کیا، چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہر شخص خوف خدا سے سرشار ہوتا تھا، دوسروں پر ظلم تو دور رہا کسی کے بارے میں معمولی بات کہنا بھی ان کے لیے گراں گزرتا تھا، فکر آخرت اور مرنے کے بعد کی زندگی میں ہونے والے حساب وکتاب کے یقین کے بغیر حقوق انسانی کا تحفظ ممکن نہیں اور نہ ہی انسانی جانوں کے اتلاف کا یہ لامتناہی سلسلہ ختم ہوسکتا ہے، احساس جوابدہی اور آخرت کی سزا کے ڈر کے ساتھ جرائم اور قتل وغارت گری کے سد باب کے لیے آپ نے حدود وقصاص اور تعزیرات کا مؤثر نظام قائم فرمایا، قاتل کی سزا قصاص اور چور کے لیے قطع ید شراب نوشی پر اسی کوڑے اور شادی شدہ کے زنا میں مبتلا ہونے اور گواہوں کے ذریعہ ثابت ہونے پر سنگساری کی سزا مقرر فرمائی، موجودہ مغربی دنیا ان سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیتی ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتی کہ ایک قاتل پر حد جاری کرنا ہزاروں افراد کے تحفظ کا ضامن ہے، چنانچہ حدود وقصاص کا یہ نظام جن مسلم مسلکوں میں رائج ہے وہاں قتل وجرائم کے واقعات کی شرح انتہائی کم ہے۔

دوسرا عالمی مسئلہ جس سے پوری دنیا دوچار ہے وہ غربت اور بھکمری ہے، آج کی مہذب دنیا میں جہاں سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی سے اسباب زندگی اور وسائل آرائش کی بہتات ہے، مختلف ملکوں میں لاکھوں افراد نانِ شبینہ کے محتاج ہیں افریقی ملکوں میں لاکھوں باشندے ایسے ہیں جنہیں بھوک کی شدت نے ہڈی کے ڈھانچوں میں تبدیل کردیا ہے، فاقہ کے سبب ہر سال لاکھوں افراد بلک بلک کر جان دے رہے ہیں خود ہمارے ملک میں بھی خط افلاس کے نیچے زندگی گزارنے والوں کی شرح چالیس فیصد سے زائد ہے، لاکھوں ہندوستانیوں کو ایک وقت کا صحیح کھانا نصیب نہیں ہوتا، حتیٰ کہ پینے کا پانی تک میسر نہیں، سیرت رسول میں اس کا علاج موجود ہے، آپ نے زکوٰۃ کا نظام قائم فرمایا اس سے ہٹ کر غریب رشتہ داروں، پڑوسیوں اور ضرورت مند انسانوں کی حاجت برآری کی تلقین فرمائی، یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی، اگر صحیح معنی میں سارے صاحب نصاب مسلمان اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالنے لگیں تو امت مسلمہ کا کوئی فرد بھوکا نہیں رہے گا، نبی کی ان تعلیمات کو اگر دنیا کے سارے انسان اپنا لیں تو غربت کے خاتمہ میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

ایک اور عالمی مسئلہ جس نے عالمی قائدین کی نیند حرام کردی ہے معاشی بحران کا ہے، معاشی بحران اس وقت سارے یوروپ اور امریکہ کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے، امریکہ کے بیسوں بینکوں کا دیوالیہ ہو چکا ہے، بیسیوں کمپنیاں ٹھپ پڑ چکی ہیں، مہنگائی روز افزوں ہے عام اشیاء کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگی ہیں، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی تعلیمات میں اس مسئلہ کا شافی علاج ہے، موجودہ معاشی بحران دراصل سودی نظام معیشت کی دین ہے، اسلام بلاسودی نظام معیشت پیش کرتا ہے، سودی نظام پر مبنی بینکاری فیل ہوچکی ہے، خود مغرب کے صفِ اول کے ماہرین معاشیات اس کا اعتراف کرچکے ہیں اور خود مغربی حلقوں سے بلاسودی اسلامی بینکنگ سسٹم کے لیے آواز بلند ہورہی ہے، اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، چنانچہ سود پر مبنی معیشت اپنا بوریہ بستر لپیٹ رہی ہے، اب ایک ہی راستہ رہ گیا ہے، کہ انسانیت نبی رحمت کے دامن سے وابستہ ہوجائے، اور آپ کے لائے ہوئے نظام معیشت کو رواج دے۔

موجودہ دور کی ایک لعنت جو عالمگیر شکل اختیار کرچکی ہے وہ ذات پات اور رنگ ونسل کی بنیاد پر انسانوں میں تفریق کی لعنت ہے، نسلی امتیاز اور قومیت وعلاقائیت کے تعصّبات انتہا کو پہنچ چکے ہیں، یوروپ اور امریکہ جیسے حقوق انسانی کے دعویدار ملکوں مین کالے گوروں میں امتیاز عام ہے، گورے کالوں سے اس درجہ نفرت کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ کھانے میں عار خیال کرتے ہیں چنانچہ گوروں کی ہوٹلوں میں کالوں کا داخلہ ممنوع ہے، نبی نے سرے سے اس کا خاتمہ کردیا، آپ نے بتایا کہ انسانوں کے درمیان رنگ ونسل اور قومیت کی بنیاد پر تفریق دراصل انسانیت کے ساتھ ظلم ہے، سارے انسان آدم کی اولاد ہیں سب برابر کے حقوق رکھتے ہیں، انسانوں میں اگر فرق کیا جاسکتا تو وہ صرف اخلاق وکردار اور تقویٰ کی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے، کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں، آپ نے ایک ہی جھنڈے تلے صہیب رومی کو بھی لایا اور سلمان فارسی کو بھی، بلال حبشی کو عربوں کا سردار بنایا، نسلی امتیاز اور علاقائی عصبیت کی لعنت سے نجات سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ممکن ہے۔

موجودہ دور کا ایک عالمی مسئلہ بدعنوانی اور کرپشن کا ہے، اس وقت پوری دنیا اس لعنت میں گرفتار ہے کرپشن سارے نظام کو کھوکھلا کررہا ہے، ہمارا ملک تو بدعنوان ملکوں میں سرفہرست سمجھا تا ہے، جہاں بدعنوانی سیاسی زندگی کا جز ولا ینفک سمجھی جارہی ہے، آئے دن اسکامس منظر عام پر آرہے ہیں ۲۰۱۰ء تو حکومت کے لیے اسکنڈلوں کا سال رہا، G2 اسپکٹرم اسکام سوسائٹی اسکام کامن ویلتھ گیمز اسکام، پتہ نہیں کن کن ناموں کے اسکام سامنے آئے، بدعنوانی قوانین سے ختم نہیں کی جاسکتی، اس کے لیے جب تک سیاست دانوں میں احساس جوابدہی نہ پیدا ہو، بدعنوانی کا خاتمہ ممکن نہیں۔

اسی طرح آج کا ایک اہم مسئلہ خاندانی نظام کا بکھراؤ اور معاشرتی زندگی کا عدم استحکام ہے جو اس وقت مغربی معاشروں کو تباہی کے دہانے پر پہنچا رہا ہے، اسلامی تعلیمات کے بغیر مستحکم خاندانی نظام ممکن نہیں، مغربی معاشرے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوچکے ہیں، شادیوں کا تصور ختم ہوتا جارہا ہے، ۵۰ر فیصد سے زائد نوجوان لڑکیاں کنواری مائیں بن رہی ہیں، بیشتر شادیوں کا انجام طلاق کی صورت میں ظاہر ہورہا ہے، مغربی ممالک کے بچے ماں باپ کی شفقت سے محروم ہیں، ماں باپ اولاد پر کنٹرول کھوتے جارہے ہیں، کامیاب خاندانی اور عائلی زندگی صرف اسلام اور سیرتِ رسول پیش کرتی ہے، مغرب اگر اپنی بقا چاہتا ہے تو اسے معاشرتی زندگی میں نبوی تعلیمات کو اپنانا ہوگا، اسلام خاندان کے ہر فرد کے حقوق وفرائض کا ایک مکمل اور مربوط نظام رکھتا ہے اور عورت اور مرد میں سے ہر ایک کا دائرہ متعین کرتا ہے اور بہترین خاندان کی تشکیل کے لیے عورتوں پر گھریلو تربیت کی ذمہ داری ڈالتا ہے۔

فحاشی وعریانیت اور جنسی بے راہ روی آج کے دور کا ایک انتہائی پیچیدہ مسئلہ بن چکی ہے، پوری دنیا اس کی لپیٹ میں ہے، مغربی ملکوں میں فحاشی کو قانونی درجہ حاصل ہوچکا ہے، آزادی کے نام پر انسانوں کو حیوانوں کی صف میں کھڑا کیا جارہا ہے، میڈیا جسے اچھے پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرنا چاہیے صرف غلاظتوں کی آماجگاہ بن چکا ہے، مغربی معاشرہ کے انسان کی طرح بے حجابانہ جنسی ہوس پوری کررہے ہیں، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی دنیا کو اس لعنت سے بچاسکتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں حیا کو ایمان کا لازمی جز قرار دیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے حیا باش وہرچہ خواہی کن، عورتوں کے لیے حجاب ضروری قرار دیا گیا، مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، بری نگاہ کو شیطان کا تیر قرار دیا گیا، بے حیائی اور عریانیت کے سبب اس وقت انسانیت ایڈز کی شکل میں عذاب الٰہی سے دوچار ہے، ہر سال دنیا بھر میں لاکھوں افراد لقمہ اجل بن رہے ہیں، ایڈز کے خدائی عذاب سے بچنے کے لیے ہر ملک اپنے بجٹ کا بڑا حصہ استعمال کررہا ہے، عالمی سیمناروں کا انعقاد عمل میں لایا جارہا ہے، لیکن اس سے چھٹکارے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ جب تک سماج سے فحاشی اور برہنگی اور جنسی بے راہ روی کا خاتمہ نہ کیا جائے ایڈز سے نجات ممکن نہیں، نبوی تعلیمات کے نفاذ سے انسانیت اس عذاب سے چھٹکارا پاسکتی ہے۔ دور حاضر کی ایک خطرناک لعنت نشہ بازی اور منشیات کی لت ہے، عالمی صحت تنظیم WHO کی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں دو ارب لوگ شراب نوشی کرتے ہیں، ہندوستان میں سڑک حادثات میں روزانہ تقریباً ۲۸۲ لوگ مرتے ہیں، جس میں اکثر حادثوں کے پیچھے شراب نوشی کارفرما ہوتی ہے شراب کے ساتھ دیگر منشیات کا استعمال آج کے مشینی معاشرہ میں تیزی سے فروغ پارہا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۷ر پر)

کلامِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشبیہات وتمثیلات

مولانا محمد قمر الزماں ندوی

تشبیہ وتمثیل ہر زبان میں تعبیر وتفہیم اور اظہار وبیان کا ایک مؤثر اور خوبصورت ذریعہ رہا ہے، نیز ہر قسم کی مادی تعلیم وتربیت کی تکمیل تشبیہ وتمثیل سے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کا کوئی لٹریچر خواہ وہ انسانی ہو یا آسمانی اس سے خالی نہ رہ سکا؛ کیونکہ ایسا ہونا ممکن نہ تھا۔ کلام الٰہی کے بعد سب سے زیادہ اہم کلام کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی کثرت سے اس ذریعہ تفہیم کو اختیار کیا گیا ہے اور بعض اہل توفیق نے ان تمثیلات وتشبیہات کو جمع بھی کیا ہے ہم بھی اس مضمون میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف چند تمثیلاتی نمونے پیش کر رہے ہیں۔

مومن ایک مومن کے لیے آئینہ ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان أحدَّكُم مِرٰاةُ أخِيه فانْ رَأن أذىً فَلْيُمِطْهُ عَنْهُ“ تم میں سے ہر کوئی ایک دوسرے کا آئینہ ہے، اگر اس میں کوئی برائی دیکھے تو اسے دور کرے۔ اس حدیث میں ایک مومن کو دوسرے مومن کے لیے آئینہ قرار دیا گیا ہے، انسان آئینہ کو اپنی ضرورت سمجھتا ہے، اس میں کوئی عیب ہو تو تقاضہ محبت ابھرتا ہے، نہ انسان اپنی غیبت کرتا ہے، نہ شکوہ شکایت؛ بلکہ اصلاح کی سعی کرتا ہے، یہی رویّہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ اپنانا چاہیے، اس تشبیہ کی گہرائی اور گیرائی اور معنویت پر غور کیجیے، اس کے بعد فیصلہ کیجیے کہ دین میں اس سے بہتر اور کوئی تشبیہ ممکن ہے؟

واعظ بے عمل: اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت لطیف مثال دی ہے فرمایا: ”مثل الذی يُعَلِّمُ النَّاسَ الخَيْرَ وَيَنْسىٰ نَفْسَه كَمَثَلِ السِّرَاجِ الَّذِيْ يُضِئُ النَّاسَ وَيُحْرِقُ نَفْسَه“ جو شخص کسی کو نیکی کی تعلیم دے اور خود اس پر عمل نہ کرے اس کی مثال اس چراغ کی سی ہے جو اوروں کو تو روشنی دے اور اپنے آپ کو جلاتا رہے۔

حُبّ جاہ ومال: دنیا میں کون انسان ہے، جسے عزت اور دولت محبوب ومرغوب نہ ہو۔ یہ چیزیں صرف مرغوب ہی نہیں؛ بلکہ ان میں ہر روز اضافہ چاہتا ہے اور کوئی مقام ایسا نہیں جہاں یہ ہوس جا کر رک جائے۔ جب یہ محبت روح میں پیوست ہو جائے تو زندگی کا نصب العین بن جاتی ہے اور پھر ہر فتنہ وفساد اسی سے پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انسان سیاست ومذہب کے نئے نئے روپ دھارتا ہے اور ہر راہ سے اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ ہوسِ زر ہو یا ہوسِ اقتدار دونوں انسانیت اور دین کے لیے زہر ہیں؛ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تمثیل یوں فرمائی ”مَا ذِئْبَانِ ضَارِبَانِ فى حضيرةٍ يَأكلانِ ويُفْسِدان بأضرَّ فيها مِنْ حُبِّ الشَرْفِ وحُبِّ المالِ فى دينِ المرءِ المسلم“ (رواہ بزار عن ابن عمر) دو خونخوار بھیڑیوں کا کسی زخم کو چاٹ چاٹ کر خراب کرنا زخم کے لیے اتنا مضر نہیں جتنا مضر ایک مسلمان کے دین کے لیے حب جاہ اور حُب مال ہے۔

نماز اور مغفرت گناہ: أو أيْتُم لَوْ انَّ نَهرًا بِبَابِ أحدِكُم يَغْتَسِلُ فيه كلَّ يومٍ خَمساً هَلْ يَبْقىٰ مِنْ دَرْنِه شَيْءٌ قالوا: لا يَبْقىٰ مِنْ دَرْنِه شَيْءٌ فذلك مَثَلُ صَلَواتِ الخَمْسِ يَمْحُو اللهَ بِهِنَّ الخطايا. (رواہ البخاری عن ابی ہریرہ) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے، اگر تمہارے گھر کے سامنے سے نہر جاری ہو اور ہر روز اس میں پانچ مرتبہ غسل کیا جائے تو جسم پر ذرہ برابر میل رہ سکتا ہے، لوگوں نے کہا ہرگز نہیں رہ سکتا۔ فرمایا: یہی مثال نماز پنج گانہ کی ہے، جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو دھو دیتے ہیں۔

مذکورہ حدیث میں جو تمثیل وتشبیہ ہے وہ نہایت اعلیٰ اور عمدہ ہے، نماز ہوتی ہی ہے تطہیر قلب ونگاہ کے لیے، اخلاق وسیرت کی بلندی کے لیے، نفس امّارہ کے تزکیہ کے لیے، جو دن رات میں کئی مرتبہ خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنی بندگی اور عبدیت کا اظہار کرے اور اس کے تقاضوں کو سمجھے اس کے گناہ دھل جانے میں کیا شک وشبہ ہو سکتا ہے؛ لیکن اگر اس کے تقاضوں کو غلط طریقے سے سمجھا جائے تو پھر یہ ہوگا کہ نمازی دل کھول کر ارتکاب گناہ کرتا جائے گا اور دل ہی دل میں یہ خیال کرے گا کہ جہاں نمازیں پڑھ لیں گناہ معاف ہو گئے۔ یہ زاویہ نگاہ ایسا ہے جو بجائے پاک کرنے کے اور زیادہ ناپاک کرتا جاتا ہے اور نمازی مستحق رحمت ہونے کے بجائے وعید کا مستحق ہوتا جاتا ہے۔ قصور نماز کا نہیں، نمازی کی فطرت واستعداد کا ہے۔ کھانا توانائی کے لیے کھایا جاتا ہے؛ لیکن اگر معدہ کی استعداد ہی صحیح نہ ہو تو وہی کھانا زہر بن جاتا ہے، قصور کھانے کا نہیں کھانے والے کی صلاحیت واستعداد کا ہوتا ہے۔

تلاوتِ قرآن اور اثرِ صحبت: تلاوت کرنے والوں کی مثال کو یوں سمجھئے کہ کوئی قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اور کوئی نہیں کرتا۔ تلاوت کرنے والے اور نہ کرنے والے دونوں مومن متقی بھی ہو سکتے ہیں اور مومن وفاسق بھی، ان میں سے ہر ایک کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ الگ تشبیہیں دی ہیں۔ ایک مومن قاری کی دوسری غیر مومن قاری کی تیسری فاسق قاری کی اور چوتھی فاسق غیر قاری کی اس کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک وبد کی صحبت کے اثر کی بھی تمثیلیں بیان فرمائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”جو مومن قرآن حکیم پڑھتا ہو، اس کی مثال اترج (لیموں، یا نارنگی) جیسی ہے جس کا مزہ بھی اچھا اور خوشبو بھی اچھی اور جو مومن تلاوت قرآن پاک نہ کرتا ہو وہ گویا چھوہارا ہے، جس کا مزہ تو اچھا ہے؛ لیکن خوشبو کوئی نہیں؛ لیکن وہ فاجر جو قرآن پڑھتا ہو، ایسا ہے جیسا ریحانہ (چمبیلی) جس کی مہک اچھی اور مزہ کڑوا اور جو فاجر تلاوت قرآن پاک نہ کرتا ہو اس کی مثال خظلہ (اندرائن) جیسی ہے، جس کا مزہ کڑوا اور بو کوئی نہیں اور صالح کا ہم نشین جیسے مشک پاس رکھنے والا یعنی اگر مشک میسر نہ آئے تو لپٹ تو آ ہی جائے گی اور بری صحبت میں رہنے والا ایسا جیسا بھٹی والا کہ اگر سیاہی سے بچ بھی گیا تو دھواں تو لگ ہی جائے گا۔ (رواہ ابوداؤد)

مومن کی بہترین تمثیل: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن مخلص کو سونے کی ڈلی سے مشابہ قرار دیا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے مومن کی مثال اس سونے کی ڈلی کی سی ہے، جس کے مالک نے اس کو تپایا پھر نہ تو اس کا رنگ بدلا اور نہ وزن گھٹا، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے مومن کی مثال ٹھیک اس شہد کی مکھی کی سی ہے جس نے عمدہ پھول چوسے، اچھا شہد بنایا اور جس شاخ پر وہ بیٹھی نہ تو اپنے وزن سے اس کو توڑا نہ خراب کیا۔“ (مسند احمد ۱۱/۵۴) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ایک مثال دے کر مومن کی چند صفتیں بیان فرمائی ہیں، اس کی پہلی صفت یہ ہے کہ اس میں کھوٹ بالکل نہیں نکلتا جتنا اس کو آزماؤ اتنا ہی اور کھرا نکلتا ہے وہ اس نقلی سونے کی طرح نہیں ہوتا جس کا تپانے سے رنگ بدل جاتا ہے یا اس کا وزن گھٹ جائے اس کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ شہد کی مکھی کی طرح صاف ستھری غذا کے سوا کوئی حرام اور مشتبہ کھانا نہیں کھاتا، اس کی تیسری صفت یہ ہے کہ وہ شہد کی مکھی کی طرح جہاں بیٹھتا ہے کسی کو ضرر نہیں پہنچاتا۔ ایک مومن مخلص کی اس سے بڑھ کر کوئی اور تمثیل ہو سکتی ہے؟

مومن کی مثال کھجور کی طرح ہے: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک بار ان صحابہ سے جو مجلس میں موجود تھے) دریافت فرمایا ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے جھڑتے نہیں ہیں وہ درخت مسلمان کی مانند ہے، کیا تم لوگ بتا سکتے ہو کہ وہ کون سا درخت ہو سکتا ہے؟ صحابہ سوچنے لگے اور ایک لمحے کے لیے گویا حاضرین جنگلوں اور صحراؤں میں گھومنے لگے، حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید کھجور کا درخت مراد ہو؛ لیکن چونکہ ہمارے بڑے خاموش تھے؛ اس لیے مجھے جواب دیتے ہوئے حیا محسوس ہوئی اور میں خاموش رہ گیا۔ پھر صحابہ نے عرض کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی فرما دیں کون سا درخت مراد ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کھجور کا درخت۔ (فتح الباری ج ۱، ص: ۳۹۱)

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو کھجور کے درخت سے اس لیے مشابہ قرار دیا کہ کھجور کا درخت ہمیشہ ہرا بھرا اور خزاں نا آشنا رہتا ہے؛ اس لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سوال میں فرمایا کہ وہ درخت ایسا ہے جس کے پتے گرتے نہیں ہیں، گویا اس تشبیہ میں مسلمانوں کو متنبہ کرنا مقصود ہے کہ مسلمانوں کو بھی ہمیشہ ذکر وتسبیح کے ذریعہ ہرا بھرا رہنا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کھجور کا درخت بڑا ہی بابرکت اور نافع درخت ہے، کھجور کا پورا وجود انسان کے لیے نفع بخش ہے، (اس کے پھل، پتے، بیج، تنہ، جڑ اور سایہ، یہ سبھی انسان کی ضرورت میں کام آتے ہیں) گویا حدیث شریف میں مومن کو اس درخت سے تشبیہ دے کر اس کی نافعیت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ مومن کو اپنے سماج اور معاشرے کے لیے نافع ہونا چاہیے۔

حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تمثیل: جنگ بدر میں ستر افراد قید ہو کر آئے تھے، ان قیدیوں کے متعلق جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ فرمایا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ فدیہ لے کر ان سب کو رہا کر دیا جائے، شاید اللہ تعالیٰ انھیں توبہ کی توفیق دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے وطن کیا اور جھٹلایا، اس لیے سب کی گردنیں اڑا دی جائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہاری مثال تو حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ”جو میری پیروی کرے، وہ میرا ہے اور جو نافرمانی کرے تو اللہ غفور الرحیم ہے“ اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ”اگر تو انھیں سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کی مغفرت فرمائے تو عزیز وحکیم ہے“ اور اے عمر! تمہاری مثال حضرت نوح علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام جیسی ہے، نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی کہ ”ان کافروں میں سے کسی کو بھی زمین پر زندہ نہ چھوڑ“ اور موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی کہ ”ان کے دلوں میں اور سختی پیدا کر دے؛ تاکہ عذاب الیم کو دیکھے بغیر یہ ایمان ہی نہ لا سکیں“ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کی سیرتوں کے ساتھ سیدنا ابراہیم وعیسیٰ اور سیدنا نوح وموسیٰ علیہم السلام کی سیرتوں سے جو واقف ہوگا، وہ یہ اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان دونوں بزرگوں کے لیے اس سے بہتر تشبیہ وتمثیل ممکن نہیں۔

بقیہ موجودہ مسائل کا حل تعلیمات نبوی میں ………… شراب ونشہ بازی کا بنیادی سبب موجودہ معاشرہ میں سکون سے محرومی ہے، موجودہ مشینی مادہ پرست معاشرہ میں سکون نام کی چیز نہیں ہے مادی وسائل رکھنے والا بھی پریشان ہے اور ان سے محروم افراد بھی مضطرب ہیں، سکون کے لیے بھنگ، شراب، گانجہ، ہیروئن، مارفین جیسی چیزوں کا سہارا لیا جاتا ہے، آج دنیا کی ساری حکومتیں ڈرگس اور منشیات کے مسئلہ سے حیران وپریشان ہیں، امریکہ میں ۱۹۱۸ء سے ۱۹۳۳ء کے درمیان نشہ بندی مہم کے دوران اربوں ڈالر خرچ کر کے بھی مقصد حاصل نہیں ہوا، منشیات کی لعنت کا حل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے، جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو مدینہ کی نالیوں میں شراب پانی کی طرح بہنے لگی، شراب سے پاک معاشرہ نبوی تعلیمات، خوف خدا اور اخروی جزا وسزا کے یقین کے بغیر ممکن نہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہمارے سارے دردوں کا درماں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ہمارے سارے مسائل کا حل تعلیمات نبوی میں ہے آج کی انسانیت کو یہ راز کون بتائے؟ مسلمانوں پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، لیکن خود سیرت رسول اسے عاری مسلمان دوسروں کو کیسے تلقین کر سکیں گے، ربیع الاول میں صرف نعرے لگانے سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا نہیں ہوتا، بلکہ ہماری گردنوں پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو نبھانا پڑے گا، اپنے طرز عمل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا، ظاہری بے روح حرکات سے ہم دنیا والوں کو تو فریب دے سکتے ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول کو فریب نہیں دے سکتے، آج کی انسانیت سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محرومی کے سبب تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے اسے بچانے کے لیے قوم رسول ہاشمی کو آگے آنا ہوگا۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

نیپال میں ایک سو روپے سے زیادہ کے ہندوستانی نوٹ پر پابندی

نیپالی حکومت نے ایک سو روپے سے زیادہ کی قیمتوں کے ہندوستانی نوٹوں پر پابندی عائد کردی ہے۔مقامی اخبار’’ کاٹھمنڈو پوسٹ‘‘ نے سرکاری ترجمان اوروزیراطلاعات ونشریات گوکل بانس کوٹا کے حوالے سے بتایا کہ کابینہ کی حالیہ میٹنگ میں دوسو، پانچ سو اور دو ہزار روپے کے ہندوستانی نوٹوں کے استعمال پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔(یواین آئی)

آسٹریلیا میں سیلاب میں پھنسے ایک سو سے زیادہ لوگوں کو بچایا گیا

آسٹریلیا کی مشرقی ریاست وکٹوریا میں ۱۳ردسمبر جمعرات کے دن اچانک آئے سیلاب میں پھنسے ایک سو سے زیادہ لوگوں کو بچالیا گیا ہے جس میں سے سترہ لوگوں کو ہیلی کاپٹر کی مدد سے نکالا گیا۔آسٹریلیا کے محکمہ موسمیات نے جمعہ کو اگلے دو تین دنوں میں مزید بارش ہونے کی پیشین گوئی کی ہے۔(یواین آئی)

امریکی سینیٹ نے شہزادہ سلمان کو خاشق جی کی موت کے لئے ذمہ دار قرار دیا

امریکی سینیٹ نے صحافی جمال خاشق جی کی موت کے لئے سعودی عرب کے شہزادہ محمد بن سلمان کو’’ذمہ دار‘‘ قرار دیتے ہوئے ان کے نام سے جمعرات کو ایک تجویز پاس کی۔کانگریس کی ایوان نمائندگان بالا (سینیٹ) میں اس تجویز کو جمعرات کو صبح میں پیش کیا گیا، جسے سینیٹ نے شام میں صوتی ووٹ سے پاس کردیا۔اب اس تجویز کو کانگریس کے ایوان زیریں یعنی ہاؤس آف ریپرزینٹیٹو میں پیش کیا جائے گا۔(یواین آئی)

عرب اور اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات بہتر: نتن یاہو

اسرائیلی وزیراعظم بنجامن نتن یاہو کا خیال ہے کہ عرب اور دنیا کے کئی اسلامی ممالک کے ساتھ اسرائیل کے تعلقات پہلے سے بہتر ہوئے ہیں۔مسٹر نتن یاہو نے بدھ کو غیر ملکی صحافیوں کے اعزاز میں دی گئی ضیافت کے موقع پر یہ بات کہی۔انہوں نے کہا’’اب زیادہ تر ممالک اسرائیل کی اہمیت کو قبول کرنے کے علاوہ ہمارے ساتھ تعلقات کو اہم سمجھتے ہیں۔‘‘واضح رہے کہ کئی دہائیوں تک اسرائیل اور چاڈ کے درمیان سفارتی تعلقات خراب رہنے کے بعد نتن یاہو نے نومبر میں چاڈ کے صدر ادریس دیبی سے یروشلم میں ملاقات کی تھی۔ چند ہفتوں قبل انہوں نے عمان کا بھی دورہ کیا تھا۔(یواین آئی)

امریکہ میں طیارے کے اندر خاتون پر جنسی حملہ کرنے والے ہندوستانی شہری کو ۹رسال کی قید

ایک امریکی عدالت نے پرواز کے دوران طیارے کے اندر سوئی ہوئی مسافر خاتون پر جنسی حملے کے الزام میں گرفتار پربھوراما مورتی نامی ۳۴رسالہ ایک ہندوستانی شہری کو ۹رسال قید کی سزا سنائی ہے۔سزا مکمل کرنے کے بعد مجرم کو ملک بدر بھی کردیا جائے گا۔خاتون نے طیارے کے عملے کو بتایا کہ میری گہری نیند اور نشے میں ہونے کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے مذکورہ شخص نے مجھ پر جنسی حملہ کیا جس پر ایئرپورٹ عملے نے اس شخص کو حراست میں لے لیا۔ملزم نے عدالت میں کہا کہ میں نے کچھ بھی جان بوجھ کر یا منصوبہ بندی کے ساتھ نہیں کیا بلکہ یہ غلطی مجھ سے نیند میں سرزد ہوئی ہے جس پر خاتون سے بھی معافی چاہتا ہوں۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

پاکستان کو سعودی عرب سے بطور امداد مزید ایک ارب ڈالر حاصل

پاکستان کو سعودی عرب سے بطور امداد مزید ایک ارب ڈالر کی رقم حاصل ہوئی ہے۔اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے ترجمان نے بتایا اس امداد کے بعد ملک میں غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر ۹رارب ۲۴رکروڑ ڈالر ہوگئے ہیں، جنوری میں ایک ارب ڈالر کی مزید قسط موصول ہوجائے گی، جس سے زرمبادلہ کے ذخائر کی بہتری میں مدد ملے گی۔واضح ہو کہ اکتوبر میں وزیراعظم عمران خان نے سعودی عرب کا دورہ کیا تھا۔اس موقع پر سعودی عرب نے ایک سال کے لیے پاکستان کے اکاؤنٹ میں ۳رارب ڈالر ڈپازٹ رکھنے اور ۳رسال تک سالانہ ۳رارب ڈالر کا تیل ادھار پر دینے کے لیے رضامندی ظاہر کی تھی۔سعودی عرب نے گزشتہ ماہ ایک ارب ڈالر ڈپازٹ کئے تھے اور رواں ماہ مزید ایک ارب ڈالر ڈپازٹ کردیئے گئے ہیں۔معاشی ماہرین کا کہنا ہے کہ سعودی ڈپازٹس اس سے پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ میں کمی آئے گی اور ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قیمت میں استحکام آئے گا۔(نیوز ایکسپریس)

امریکہ میں ایک برس کے دوران فائرنگ کے واقعات میں چالیس ہزار افراد ہلاک

امریکہ میں ۲۰۱۷ء میں چالیس ہزار افراد فائرنگ کے مختلف واقعات میں ہلاک ہوئے۔امریکی نشریاتی ادارے سی این این کی ایک تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۷ء میں امریکی ریاستوں میں بندوق سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۳۹رہزار ۷۷۳ر ہے، جن میں سے ۲۳رہزار ۸۵۴رافراد نے خودکشی کی۔ہلاکتوں میں مسلح شخص کے اپنے اہل خانہ کو قتل کرنے کے بعد خودکشی کرنے کے واقعات سب سے زیادہ ہیں۔چالیس ہزار میں سے چوبیس ہزار سفید فام لوگ ہیں، خودکشی میں بھی سفید فام کی تعداد زیادہ ہے۔چوری، رہزنی اور مختلف حملوں میں ایک سو نو شہری ہلاک ہوئے، اسکولوں میں ہونے والے حملے اس کے علاوہ ہیں۔اسکولوں میں ہونے والے حملوں کے محرکات میں بھی زیادہ تر ذہنی امراض کا عمل دخل رہا ہے جب کہ کچھ واقعات گینگ وار کے بھی ہوئے۔اسلحے کی بندش کے لیے کام کرنے والے ایک نجی ادارے نے قتل کے واقعات پر قابو پانے کے لیے حکومت سے اسلحہ کے غیر قانونی فروخت اور لائسنس کے حصول کو مزید سخت کرنے کے لیے قانون سازی کا مطالبہ کیا ہے۔

بزنس روزگار و کیریئر

پرانے فون کو جان بوجھ کر سست کردیتی ہیں موبائیل کمپنیاں

موبائیل بنانے والی دنیا کی مشہور ومعروف کمپنیوں میں سے ایک ایپل نے تسلیم کیا ہے کہ وہ پرانے آئی فونز کو جان بوجھ کر سست کرتا رہا ہے۔بہت سے صارفین کو پہلے ہی سے شک تھا کہ ایپل خود ہی ان فونز کو سست کرتا ہے تاکہ لوگ پرانے فون ترک کر کے نئے فون خریدیں۔اب کمپنی نے وضاحت کی ہے کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ پرانے فونز کی بیٹریاں وقت گزرنے کے ساتھ کمزور پڑ جاتی ہیں اور وہ فون کو سست کر کے بیٹریوں کی زندگیوں کو طوالت دینا چاہتے ہیں۔یہ بات اس وقت منظرِ عام پر آئی جب سوشل میڈیا ویب سائٹ’’ ریڈ اِٹ‘‘ پر ایک صارف نے اپنے آئی فون 6 ایس کی کارکردگی کے نتائج پوسٹ کیے، جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان کا فون بہت سست پڑ گیا تھا، لیکن جب اس کی بیٹری تبدیل کی گئی تو وہ پھر سے تیز ہو گیا۔ٹیکنالوجی ویب سائٹ’’ گِیک بینچ‘‘ نے کئی آئی فونز کا تجزیہ کیا جن اسے واضح ہوا کہ واقعی بعض فونز جان بوجھ کر سست کیے جا رہے ہیں۔ایپل کے علاوہ دیگر کمپنیاں بھی نئے ماڈل لانچ کرنے کے بعد اپنے پرانے ماڈل کے فونز کو سست کردیتی ہیں تاکہ لوگ نئے ماڈل کے فون خریدیں۔(بحوالہ بی بی سی لندن)

بیرون ملک میں ہندوستانی طلبہ کے ۱۰رپسندیدہ کورسز

ایک معروف ایجوکیشن پورٹل کے ذریعہ کیے گئے ریسرچ کے مطابق بیرون ممالک اعلیٰ تعلیم کے لیے جانے والے ہندوستانی طلبہ کی پہلا پسندیدہ کورس ایم بی اے ہے، اس کے بعد انجنیرنگ کا نمبر آتا ہے، تاہم اکانومی میں ہوئے اضافہ کی وجہ سے دوسرے ووکیشنل کورسز کو بھی طلبہ ترجیح دے رہے ہیں، چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بیرون ممالک میں اعلیٰ تعلیم کے خواہش مند طلبہ ہوٹل مینجمنٹ، اینیمیشن، میڈیا/ انٹرٹینمنٹ اور ہیئر ڈریسنگ میں بھی دلچسپی دکھا رہے ہیں۔سب سے زیادہ منتخب کیے جانے والے دس کورسز میں ایم بی اے، انجنئرنگ، پی ایچ ڈی (سائنس)، ہوٹل مینجمنٹ، انفارمیشن ٹیکنالوجی، بزنس مینجمنٹ، میڈیسین، کمپیوٹر سائنس، اسپورٹس مینجمنٹ اور فیزیوتھرپی ہیں۔(بحوالہ ٹائمز آف انڈیا)

انسانوں کے استعمال کے لائق نہیں ریلوے کا کھانا: CAG

ہندوستانی ریلوے کی کیٹرنگ سروس پر سی اے جی کی رپورٹ پارلیامنٹ میں پیش کی گئی ہے، اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ریلوے اسٹیشنوں پر مسافروں کو جو کھانے پینے کی اشیاء بیچی جارہی ہیں وہ انتہائی گھٹیا، غیر معیاری اور نقصاندہ ہیں۔رپورٹ میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ یہ چیزیں انسانوں کے استعمال کرنے کے لائق ہی نہیں ہیں۔ ڈبہ بند کھانے کی چیزوں کو ان کے طے شدہ وقت ختم ہوجانے کے بعد بھی بیچا جارہا ہے، غیر منظور شدہ برانڈ کے پانی کی بوتلیں بیچی جارہی ہیں اور مسافروں کی صحت کے ساتھ کھلواڑ کیا جارہا ہے۔جانچ میں یہ بھی پایا گیا کہ ریلوے اسٹیشنوں اور گاڑیوں میں صفائی کا بالکل دھیان نہیں رکھا جاتا اس کے علاوہ ٹرین میں بیچی جارہی چیزوں کا بل نہ دینے اور فوڈ کوالٹی میں کئی طرح کی خامیوں کی شکایت بھی اس رپورٹ میں درج ہے۔واضح ہو کہ سی اے جی کی یہ رپورٹ ۷۴ اسٹیشنوں اور ۸۰رٹرینوں کے معائنہ کی بنیاد پر بنائی گئی ہے۔(نو بھارت ٹائمز)

گہلوت تیسری بار بنیں گے راجستھان کے وزیراعلی، کمل ناتھ کو مدھیہ پردیش کی کمان

کانگریس نے راجستھان میں وزیراعلی کے عہدے کو لے کر دو دن سے جاری رسہ کشی پر روک لگاتے ہوئے سینئر لیڈر اشوک گہلوت کو کمان سونپی ہے اور ریاستی کانگریس صدر سچن پائلٹ کو نائب وزیراعلی کے عہدے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔راجستھان اسمبلی انتخابات کے نتائج آنے کے بعد وزیراعلی کے عہدہ کو لے کر دو دن سے گھمسان مچا ہوا تھا اور بالآخر پارٹی صدر راہل گاندھی کی مہر لگنے کے بعد اس کو حل کیا گیا۔دوسری طرف سینئر کانگریسی لیڈر کمل ناتھ کا مدھیہ پردیش کا وزیراعلیٰ بننا طے ہوگیا ہے، وہ ۱۷ردسمبر کو تاریخی لال پریڈ میدان پر منعقد حلف برداری کے عالی شان پروگرام میں مدھیہ پردیش کے وزیراعلی کے طور پر حلف لیں گے۔مسٹر کمل ناتھ کے ساتھ ایک درجن سے زیادہ وزیر بھی حلف لے سکتے ہیں۔(یواین آئی)

کوئی بھی ٹیکنیکل کورس فاصلاتی نہیں ہوگا: سپریم کورٹ

ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلہ میں یہ واضح کیا ہے کہ ملک میں کوئی بھی ٹیکنیکل کورس فاصلاتی (correspondence) نہیں ہوگا۔اس سلسلہ میں اڈیشہ ہائی کورٹ کے فیصلہ کو خارج کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ سنایا۔اس سے قبل اڈیشہ ہائی کورٹ نے انجینئرنگ، مینجمنٹ، فارمیسی اور میڈیکل جیسے ٹیکنیکل کورسز کو فاصلاتی طرز پر کرانے کی منظوری دی تھی۔سپریم کورٹ نے سبھی تعلیمی اداروں کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ اپنے یہاں Distance Mode میں کوئی بھی ٹیکنیکل کورس شروع نہ کریں۔

الہ آباد ہائی کورٹ میں ۳۴۹۵ عہدوں کے لیے ویکنسی

الہ آباد ہائی کورٹ نے ۳۴۹۵رعہدوں کے لیے ویکنسی نکالی ہے، ان عہدوں پر بحالی کے لیے آن لائن درخواستیں http://www.allahabadhighcourt.in پر لاگ ان کر کے دی جاسکتی ہیں۔درخواستیں دینے کا سلسلہ ۶ردسمبر سے شروع ہے، خواہش مند امیدوار ۲۶ردسمبر تک درخواستیں دے سکتے ہیں۔جن عہدوں کے لیے بحالیاں ہوں گی ان میں اسٹینوگرافر کے ۴۰۱رعہدے، کلرک کے عہدے ۱۴۵۳، ڈرائیور کے ۳۹رعہدے اور گروپ ڈی کے ۱۵۱۵رعہدوں پر بحالیاں ہوں گی۔ان عہدوں پر بحالی کے لیے ریزرویشن کا فائدہ انہیں امیدواروں کو ملے گا، جن کے پاس اتر پردیش کا ڈومیسائل ہوگا۔بقیہ ریاستوں کے امیدوار جنرل کیٹگری میں درخواست دیں گے۔مزید معلومات ahc.cbtexam.in پر لاگ ان کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔

طب وسائنس

مچھلی کھانے کے فوائد

انسانی صحت کے لئے مچھلی اوراس کا تیل بہت ہی مفید ہے مثلا دل کے امراض، کولیسٹرول، وزن کا بڑھنا، ڈپریشن، کینسر، حاملہ، آنکھ کی تکالیف، جلد، زخم اور دوسرے بہت سارے امراض میں مچھلی کا تیل بہت ہی مفید ہوتا ہے، کیونکہ مچھلی کے تیل میں موجود اومیگا دل کے امراض میں ایک بہت مفید چیز ہے امریکن ہارٹ ایسوسی ایشن کی ایک تحقیق کے مطابق مچھلی دل کے امراض کی شرح کو بہت حد تک کم کرسکتا ہے وزن کو کم کرنے میں مچھلی کا تیل بہت مفید ہوتا ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق مچھلی کے تیل میں ایسے اجزاء پائے جاتے ہیں جن سے ورزش کے دوران وزن کم کرنے میں کافی مدد ملتی ہے ورزش کے ساتھ ساتھ اگر مچھلی کا تیل اپنی روزمرہ خوراک میں شامل کرلیا جائے تو ورزش کے ذریعے وزن کم کرنا آسان ہوتا ہے جسم میں خون کے بہاؤ کو بہتر بنانے میں بھی مچھلی کا تیل کافی مددگار ثابت ہوتا ہے اوراس کی مدد سے کولیسٹرول کنٹرول کیا جاسکتا ہے مختلف موسمی قسم کی بیماریوں مثلا بخار، نزلہ، کھانسی وغیرہ سے بچاؤ میں بھی مدد ملتی ہے، ریسرچ کے مطابق مچھلی کے تیل کو ایڈز کے علاج کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مچھلی کا تیل جوڑوں کے درد کے لئے ایک جادو اثر دوا کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے مچھلی کے تیل میں اومیگا ۳ فیٹی ایسڈ کی مدد سے ٹینشن کو کم یا ختم کرنے میں بھی مدد ملتی ہے یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ ممالک جن میں مچھلی کے تیل کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے وہاں پر ڈپریشن کے مریض کی شرح بہت ہی کم ہوتی ہے یادداشت کی کمزوری کے مرض میں بھی مچھلی کے تیل کا استعمال بہت مفید ہے۔ مچھلی کے تیل کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ دیکھنے کی قوت کو بڑھاتا ہے نیشنل آئی انسٹی ٹیوٹ کے طلبہ ایک سروے کررہے ہیں جس میں وہ اس بات کے ثبوت اکھٹے کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ مچھلی کا تیل آنکھ کی کن کن بیماریوں کے علاج میں مددگار ہوتا ہے۔ مچھلی کا تیل آپ کی خشک جلد کو صاف اور اجلا کرتی ہے اس کی مدد سے جلد کے بہت سارے امراض میں کمی لائی جاسکتی ہے جیسا کہ آئلی اسکین روکھی اور بے جان جلد چہرے پر زخم کے نشان وغیرہ۔ آکسفورڈ یونیورسٹی انگلینڈ کی ریسرچ کے مطابق مچھلی کا تیل ذیابیطس کے مریضوں میں دل کے امراض کی شرح کو واضح حد تک کم کرسکتا ہے السر ے مرض کی مختلف علامات مثلا سینے کی جلن، سینے میں درد، بھوک کا نہ لگنا وغیرہ کے علاج میں مچھلی کا تیل کافی مفید ہے۔ حاملہ عورتوں کے لئے مچھلی کا تیل ہی مفید ہوتا ہے مچھلی کا تیل ماں کے پیٹ میں بچے کی آنکھوں اور دماغ کی نشوونما میں مددگار ثابت ہوتا ہے، اس کی مدد سے پیدائشی بچے میں وزن کی کمی اور دوسرے مسائل کے حل میں مفید ہے مچھلی کا تیل استعمال نہ کرنے والی حاملہ عورتوں میں قبل از وقت پیدائش کا مسئلہ زیادہ پایا گیا ہے اوراس کے ساتھ ساتھ مچھلی کا تیل استعمال نہ کرنے والی ماؤں کو پیدائش کے فورا بعد ڈپریشن کا مسئلہ بھی دیکھا گیا ہے کیونکہ حمل کے آخری دنوں میں ماں کے دماغ کا بہت سارا حصہ بچے کے دماغ میں منتقل ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے پیدائش کے بعد ماں ڈپریشن اور کمزوری محسوس کرتی ہیں مچھلی کے تیل کے استعمال سے اس مرض سے بھی کافی حد تک بچا جاسکتا ہے۔ مچھلی کے تیل میں جہاں اور بہت سارے فائدے پائے جاتے ہیں وہاں اس کی وجہ سے سر کے بالوں کی نشوونما میں بھی خاطر خواہ بہتری لائی جاسکتی ہے اس کے استعمال سے سر کے بالوں میں چمک پیدا ہوجاتی ہے اور وہ مضبوط بھی بنتے ہیں ہائی بلڈ پریشر ایجوکیشن پروگرام امریکہ کی رپورٹ کے مطابق مچھلی کا تیل ہائی بلڈ پریشر کو نارمل کرنے میں بھی کام آتا ہے۔

ہر ہفتے دو تین مرتبہ مچھلی کھانے والے افراد میں دل کے دورے کا امکان اُن لوگوں کے مقابلے میں کم ہوتا ہے جو ہر ہفتے صرف ایک بار یا بالکل ہی مچھلی نہیں کھاتے۔ امریکہ میں ہونے والی ایک تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ہفتے میں ایک دن مچھلی کھانا یادداشت کے لئے فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے۔ تحقیق میں کہا گیا کہ جو لوگ بھنی ہوئی مچھلی کو اپنی خوراک کا حصہ بناتے ہیں ان کی یادداشت میں اضافہ ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اوراس سے دماغ کو توانائی ملتی ہے۔

ہفتے میں ایک دو دن مچھلی کھانا صحت کے لیے بہت مفید ہے اور جو لوگ مچھلی نہیں کھاتے وہ اخروٹ، سویابین یا السی کے بیج یا ان کا تیل کھا کر اومیگا 3 چکنائی حاصل کرسکتے ہیں عام خیال ہے کہ یہی چکنائی دل کو محفوظ رکھتی ہے۔

مچھلی انسانی صحت کے لئے بہت اہم غذا ہے۔ اس میں بعض ایسے اجزاء ہوتے ہیں جو کسی اور گوشت میں نہیں پائے جاتے، مثال کے طور پر آئیوڈین، جو انسانی صحت کے لئے بہت اہمت کا حامل ہے۔ اس کی کمی سے جسم کا غدودی نظام کا توازن بگڑ سکتا ہے، گلے کے اہم غدود تھائیرائیڈ میں سقم پیدا ہوکر جسمانی نظام میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔

جدید تحقیق کے مطابق مچھلی کے جگر کا تیل جو کاڈلیور آئل کہلاتا ہے، گٹھیا کے لئے مفید ہے۔ اس کے علاوہ اس سے شریانیں بھی صاف اور کھلی رہتی ہیں جس کے نتیجے میں دل صحت مند رہتا ہے۔ برطانیہ کے محکمہ صحت نے اسی افادیت کے پیش نظر نیشنل ہیلتھ سروس کے تمام اسپتالوں میں اب میگزیپا (maxepa) نامی مچھلی کے تیل کی فراہمی کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ تیل بھی کاڈلیور آئل (cod liver oil) جیسا ہے اس سے بالخصوص خون میں مومی یا چربی کے مادوں کی مقدار کم رہتی ہے۔

مچھلی کے تیل سے گونا گوں دماغی عارضوں کے علاج کا تجربہ کرنے والے ماہرین کی تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ روزانہ مچھلی کے تیل کا ایک کیپسول نگلنے سے نفسیاتی امراض کا شکار ایسے مریضوں کو جن کا مرض کافی ایڈوانس اسٹیج پر ہو، افاقہ ہوسکتا ہے۔ ریسرچ کے نتائج کے مطابق تین ماہ تک مچھلی کے تیل سے بنے کیپسول کا پابندی سے استعمال دماغی امراض، خاص طور سے انشقاق ذہنی جیسے مرض میں مبتلا افراد میں سے ایک چوتھائی کا علاج ممکن ہے۔ اس بیماری کے شکار مریضوں کی شخصیت بے ربط ہوجاتی ہے۔ متاثرہ شخص دائمی مریض بن کر ہسپتال میں داخل رہتا ہے۔

ماہرین کا ماننا ہے کہ دراصل مچھلی کے تیل میں پایا جانے والا اومیگا 3 ایسڈ دماغ کے لئے بہت مفید ہے۔ اومیگا 3 دل کے فنکشن اوراس کی مضبوطی کے لئے بھی بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ٹھنڈے پانی کی مچھلیاں، خاص طور سے ٹونا، سامن اور دیگر چکنی مچھلیوں میں اومیگا تھری ایسڈ وافر مقدار میں پایا جاتا ہے جو دماغی اور دل کے امراض کے علاوہ انسانی جسم کے مختلف اعضا کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

۲۹ر ربیع الاول کو ماہ ربیع الثانی کا چاند نظر آیا

حضرت مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے اعلان کیا ہے کہ مورخہ ۲۹ر ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۸ر دسمبر ۲۰۱۸ء روز سنیچر کو مرکزی دفتر امارت شرعیہ اور اس کی تمام شاخوں میں چاند دیکھنے کا اہتمام کیا گیا مگر چاند نظر نہیں آیا البتہ ملک کے دیگر مقامات سے بھی رابطہ کیا گیا، پوکرن راجستھان، راندیر گجرات، مالیگاؤں، ممبئی اور مہاراشٹرا کے متعدد مقامات سے عام رویت کی خبر موصول ہوئی۔ جس کی تصدیق کرلی گئی ہے، اس رویت کے اعتبار سے مورخہ ۹ر دسمبر ۲۰۱۸ء روز اتوار کو ماہ ربیع الثانی کی پہلی تاریخ قرار پائی۔

پانچ ریاستوں میں کانگریس کو ملی کامیابی

صوبہ	کانگریس	بی ے پی	دیگر	کل سیٹ
مدھیہ پردیش	114	109	07	230/230
راجستھان	100	73	26	199/199
چھتیس گڈھ	68	16	6	90/90
تلنگانہ	ٹی آر ایس	کاگریس+	بی جے پی + دیگر	کل سیٹ
	88	21	09+01	119/119
میزورم	ایم این ایف	کانگریس	بی جے پی + دیگر	40/40
	26	05	08+01	

ان پانچ ریاستوں میں ہوئے اسمبلی انتخابات کے نتائج نے ثابت کردیا ہے کہ مودی لہر ختم ہوچکی ہے، عوام نے ہندوتوا کا نظریہ، تشدد کا فلسفہ اور آئین مخالف اصولوں پر ملک چلانے کی ضد کو دھتکار دیا اور لمبی پاری کھیلنے کا دعویٰ کرنے والی بی جے پی کو ملک کے سیکولر اور امن پسند لوگوں نے مسترد کردیا ہے۔ خاص طور پر راجستھان، مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ کے مینڈٹ نے ملک میں ہلچل مچادی ہے۔ تجزیہ نگاروں کا ماننا ہے کہ کانگریس کے حق میں آئے یہ انتخابی نتائج ملکی سیاست میں ایک خوشگوار جھونکا سے کم نہیں، کیوں کہ اسے پارلیمانی انتخاب کے پیش نظر سیمی فائنل کے طور پر دیکھا اور محسوس کیا جارہا ہے۔ نریندر مودی جی جو کانگریس مکت بھارت بنانے کی بات کرتے تھے، ان کو نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہیے کہ ان کی پالیسی کے نتیجے میں بی جے پی مکت بھارت کی شروعات ہوچکی ہے، کیونکہ بی جے پی۔ این ڈی اے 18 ریاستوں میں سے 15 میں سمٹ گئی ہے۔ ان پانچ ریاستوں کے اسمبلی انتخابات میں ۱۹ر مسلم امیدوار کامیاب ہوئے ان میں سے، ۱۰ر امیدوار کانگریس پارٹی سے اور ۷ر مجلس اتحاد المسلمین حیدرآباد، ٹی آر ایس سے ایک اور راجستھان میں بی ایس پی کے ایک مسلم امیدوار کو کامیابی ملی۔

مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمی کی ہمشیرہ کا انتقال

مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ کی علاتی بہن کا ایک طویل علالت کے بعد راورکیلا میں انتقال ہوگیا، وہ وہاں اپنی چھوٹی بیٹی کے یہاں بغرض علاج مقیم تھیں، مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند ہونے کے ساتھ نہایت ہی خلیق اور غریب پرور خاتون تھیں چھوٹوں سے شفقت اور ہمسایوں کے ساتھ بے حد محبت سے پیش آتی تھیں، پڑوس میں بسنے والی عورتوں کے علاوہ محلے کی خواتین میں اصلاحی کاموں کو اپنا فریضہ جانتی تھیں وہ ہمیشہ اپنوں اور پرایوں کے غم میں شریک رہتیں وہ اپنے والد مولانا عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے بھائی حکیم مولانا زین العابدین اور قاضی مجاہدالاسلام قاسمی کے اہم اور زریں کارناموں کا ذکر کثرت سے کرتی تھیں اور ان کی تربیت کے اہم پہلوؤں پر تذکرہ کرکے خدمت خلق جیسے عنوانات کے ساتھ دیگر اخلاقی پہلوؤں پر امادہ کرتیں، عمر کے آخر دنوں میں خواتین سے حسن اخلاق کا کثرت سے تذکرہ کرتیں اور نماز کی پابندی کے ساتھ تسبیحات کو کثرت سے پڑھنے کی طرف متوجہ کیا کرتی تھیں، وہ اپنے بھتیجے فقیہ العصر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے کاموں سے بہت متاثر تھیں، دعاء فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔

دعاء مغفرت

نہایت ہی افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ امارت شرعیہ دینی مکتب واسع پور دھنباد کے معلم جناب حافظ مطیع الرحمٰن گذشتہ ۹ر دسمبر کو بعد نماز فجر انتقال کر گئے ان کی عمر ۷۴ سال کے قریب تھی، حافظ صاحب ۴۲ سالوں سے تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے، وہ ضلع مدھوبنی کی مشہور بستی ململ کے رہنے والے تھے۔ موصوف خوش اخلاق، ملنسار، اور منکسر المزاج انسان تھے۔ دعاء فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر وثبات کی توفیق بخشے، قارئین سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

ہندوستانی میڈیا امریکی میڈیا سے سبق سیکھے

سہیل انجم

اگر ۱۶؍نومبر ۲۰۱۸ء کو امریکی میڈیا کے لیے ایک تاریخی دن قرار دیا جائے تو شاید بیجا نہیں ہوگا۔ اس دن امریکہ کی ایک وفاقی عدالت کے فیصلے نے ایک صحافی کو دنیا کے طاقتور ترین شخص ڈونالنڈ ٹرمپ پر جیت دلا دی۔ کامیابی عالمی میڈیا ادارے سی این این کے وائٹ ہاؤس رپورٹر جم اکوسٹا کو ملی اور شکست وائٹ ہاؤس کے مکین اور امریکہ کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے نصیب میں آئی۔ ٹرمپ نے امریکہ میں ہونے والے ضمنی انتخابات کے موقع پر ایک پریس کانفرنس کی تھی جس میں وہ اکوسٹا کے ایک سوال پر مشتعل ہو گئے اور ان کو وائٹ ہاؤس سے جاری ہونے والا پریس کارڈ معطل کر دیا گیا۔

سی این این نے اس کی پروا نہیں کی کہ اس کے رپورٹر نے دنیا کے طاقتور ترین شخص سے پنگا لے لیا ہے۔ اس نے ٹرمپ کے خلاف مقدمہ کر دیا۔ اس نے دلیل دی کہ کوئی بھی شخص خواہ وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو ایک صحافی سے خبر حاصل کرنے کی اس کی آزادی نہیں چھن سکتا۔ مقدمہ ٹرمپ کے مقرر کردہ ایک جج ٹموتھی جے کیلی کی عدالت میں پیش ہوا۔ ٹموتھی نے سی این این کی دلیل تسلیم کی اور وائٹ ہاؤس انتظامیہ کو اکوسٹا کا پریس کارڈ بحال کرنے کا حکم صادر کر دیا۔

اس فیصلے کے بعد جو کہ ابھی عارضی ہے، اکوسٹا نے وائٹ ہاؤس جا کر ۹؍روز قبل معطل کیا گیا اپنا پریس کارڈ حاصل کیا اور وہاں سے رپورٹنگ شروع کر دی۔ اس فیصلے کو امریکہ میں پریس کی آزادی کے حوالے سے بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔ جج نے جب یہ فیصلہ سنایا تو انھیں معلوم تھا کہ وہ کیا کرنے جا رہے ہیں۔ لیکن ان کو پریس کی آزادی مطلوب تھی نہ کہ صدر کی خوشنودی۔ لہٰذا انھوں نے اپنا فیصلہ پڑھ کر سنایا۔ بیس منٹ تک پڑھے جانے والے اس فیصلے میں انھوں نے اکوسٹا کی حمایت کی اور وائٹ ہاؤس کے قدم کو غلط قرار دیا۔

وائٹ ہاؤس کے اس اقدام کی مخالفت میں امریکہ کا پورا میڈیا متحد گیا۔ یہاں تک کہ دائیں بازو کا ٹیلی ویژن نیوز نیٹ ورک فاکس نیوز (FOX NEWS) بھی، جس کے بیشتر اینکر ٹرمپ کے حامی ہیں، اکوسٹا کی حمایت میں کھڑا ہو گیا۔ اسے امریکہ میں اور پوری دنیا میں بھی پریس کی بہت بڑی جیت سمجھا جا رہا ہے۔

یہاں فطری طور پر یہ سوال اٹھ رہا ہے کہ کیا ہندوستان میں بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ کیا یہاں بھی ملک کے طاقتور ترین شخص کے خلاف میڈیا کے کسی ادارے کی جانب سے مقدمہ قائم کیا جا سکتا ہے اور اگر کوئی جرأت کر کے قائم کر بھی دے تو کیا دائیں بازو کا میڈیا یا میڈیا کے دیگر ادارے اس کے دوش بہ دوش کھڑے ہونے کی جرأت دکھا سکتے ہیں۔ یہ سوال آج ہندوستانی میڈیا کے سامنے جواب طلب انداز میں کھڑا ہے۔

ہندوستان میں گزشتہ ساڑھے چار برسوں میں میڈیا کو جس طرح پابہ زنجیر کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ آج صورت حال یہ ہے کہ میڈیا اداروں کی اکثریت حکومت کے سامنے دست بستہ کھڑی نہیں ہے بلکہ سجدہ ریز ہے۔ میڈیا کو اس کی خبر رہتی ہے کہ کون سی خبر صحیح ہے اور کون سی غلط۔ کون سی سچی ہے اور کون سی فیک (FAKE)۔ اس کے باوجود وہ جعلی اور نقلی خبر چلانے میں اپنی مہارت دکھاتا رہتا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ وہ حکومت کی شبیہ کو بہتر سے بہتر انداز میں اور پرکشش شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کا اپنا ”فریضہ“ بھی انجام دے رہا ہے۔ روزانہ ایسے موضوعات پر مباحثے ہوتے ہیں جن کا عوامی مفاد سے یا عوامی مسائل سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔ ہاں وہ عوام کو مذہب کے نام پر تقسیم کرنے میں معاون ضرور ہوتے ہیں۔

اس حکومت نے مختلف طریقوں سے میڈیا کو اپنے بس میں کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب وہ وہی چیزیں پیش کرتا ہے جو حکومت کو سوٹ کرتی ہیں۔ اس حکومت سے قبل ایک روایت یہ رہی ہے کہ جب بھی ملک کا وزیر اعظم کسی غیر ملکی دورے پر جاتا تھا تو اس کے ہمراہ صحافیوں کا ایک بڑا گروپ بھی جاتا تھا۔ اس دورے میں جہاز کا کرایہ تو حکومت ادا کرتی تھی لیکن باقی تمام اخراجات صحافتی ادارے برداشت کرتے تھے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہوتا تھا کہ وزیر اعظم طیارے کے اندر صحافیوں سے غیر رسمی گفتگو کرتے تھے اور صحافی اس کی رپورٹنگ کرتے تھے۔

لیکن موجودہ وزیر اعظم نے اس روایت کو توڑ دیا۔ وہ اپنے ساتھ صحافیوں کو نہیں لے جاتے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس طرح وہ صحافیوں کے نرغے میں آ جائیں گے اور انھیں مجبوراً پریس کانفرنس جیسی صورت حال سے گزرنا پڑے گا اور سخت سوالوں کا سامنا ہوگا۔ مودی کو اس کی عادت ہی نہیں ہے۔ ایک بار سینئر صحافی کرن تھاپر کو انٹرویو دینے کے لیے وہ تیار ہو گئے۔ لیکن کرن کے سوالوں نے ان کا گلا خشک کر دیا اور انھوں نے ایک گلاس پانی پی کر اور یہ کہتے ہوئے کہ ہماری دوستی قائم رہے گی، انٹرویو ختم کر دیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے از خود مائک بھی نکال دیا۔ لہٰذا وہ ایسی کسی بھی صورت حال سے بچنا چاہتے ہیں اور انھیں یہی بہتر لگا کہ وہ صحافیوں کو اپنے دورے میں لے ہی نہ جائیں۔

خبر کا حصول، خواہ وہ آن دی ریکارڈ ہو یا آف دی ریکارڈ، ایک صحافی کا حق ہے۔ کوئی بھی اس کو اس کے اس حق سے محروم نہیں کر سکتا۔ سرکاری دفاتر اور وزرا و افسروں سے مل کر خبر کی تلاش کرنے کی آزادی بھی ایک صحافی کو ہے۔ لیکن یہ آزادی اس سے چھینی جا رہی ہے۔ اس کو اس کے اس حق سے محروم کیا جا رہا ہے۔

حسن اتفاق جس روز امریکی عدالت نے مذکورہ فیصلہ سنایا اس روز ہندوستان میں پریس کا قومی دن منایا جا رہا تھا۔ لیکن سوئے اتفاق اس سے ایک روز قبل ہی جھارکھنڈ میں صحافیوں کو پولیس سے بری طرح پٹنا پڑا۔ وہ ایک احتجاج کی کوریج کے لیے گئے تھے۔ لیکن پولیس نے ان کو دوڑا دوڑا کر پیٹا۔

اسی روز پریس کونسل آف انڈیا کے ایک پروگرام میں بولتے ہوئے وزیر مالیات ارون جیٹلی نے کہا کہ آج ٹیکنالوجی نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ میڈیا پر سنسر شپ لاگو نہیں کی جا سکتی۔ اصولاً تو اس قسم کی گفتگو وزیر اطلاعات ونشریات کو کرنی چاہیے نہ کہ وزیر مالیات کو۔ لیکن اس حکومت میں یا تو مودی جی بولتے ہیں، یا امت شاہ جی (حالانکہ وہ حکومت میں نہیں ہیں) یا پھر ارون جیٹلی جی۔ کوئی بھی مسئلہ ہو جیٹلی جی آگے آ جاتے ہیں۔ لیکن ایسے ضروری امور پر جن میں حکومت پھنس رہی ہو بولنے سے وہ کتراتے بھی ہیں۔

خیر انھوں نے کہا کہ ٹیکنالوجی نے عوام کو بہت سے پلیٹ فارم مہیا کر دیے ہیں لہٰذا میڈیا کے لیے ایمرجنسی جیسی حالت پیدا نہیں کی جا سکتی۔ سمجھ میں نہیں آیا کہ ان کا یہ بیان اظہار مسرت کے لیے تھا یا اظہار افسوس کے لیے۔ کیونکہ یہ جاننے کے باوجود کہ عوام کو بہت سے پلیٹ فارم ملے ہوئے ہیں، حکومت صحافیوں کو اپنا غلام بنانے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ لیکن اس کی کوششیں سوشل میڈیا ناکام بنا دیتا ہے۔

آج نیوز چینلوں پر حکومت کی جو مدح سرائی ہوتی ہے اس کو سوشل میڈیا بے نقاب کرنے کی پوری اہلیت و صلاحیت رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نیوز اینکر جو اپنے میڈیا ادارے کی پالیسیوں سے مجبور ہو کر وہاں اپنے ضمیر کی آواز بلند نہیں کر پاتے وہ سوشل میڈیا پر اپنے بے باکانہ خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد یو ٹیوب چینلوں سے حکومت اور اس کے زر خرید غلاموں کی قلعی مسلسل کھولی جا رہی ہے۔

ارون جیٹلی اس بات میں بالکل حق بجانب ہیں کہ آج ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے میڈیا کو پابہ زنجیر نہیں کیا جا سکتا۔ مگر افسوس کہ اس کے باوجود حکومت ایسی احمقانہ حرکتیں کرتی رہتی ہے۔ وہ نیوز چینلوں یا اخباروں کو تو کنٹرول کر سکتی ہے لیکن سوشل میڈیا کو نہیں کر سکتی۔ ہاں یہ بات بھی ہے کہ اسی سوشل میڈیا سے فیک نیوز بھی پھیلائی جاتی ہے اور گمراہ کن تصویریوں اور خبروں کے ذریعے عوام میں خلفشار پیدا کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ لیکن یہی سوشل میڈیا ایسی ہر مذموم کوشش کو ناکام بھی بنا رہا ہے۔

ان حالات میں ہندوستانی میڈیا کو ایک تو امریکی میڈیا سے سبق سیکھنا چاہیے اور دوسرے اسے سوشل میڈیا سے بھی کچھ نہ کچھ سیکھنے کی ضرورت ہے، میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے سچ کو پیش کرے۔ وہ اینکر یا رپورٹر جو کسی میڈیا ادارے میں برسر کار ہیں اور اپنے ادارے کی پالیسیوں کی وجہ سے حق بات کہنے سے معذور ہیں انھیں چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم پر اپنی بات رکھیں۔ اس سے ایک تو صحیح صورت حال سامنے آئے گی اور دوسرے ان کی اپنی امیج بھی بہتر ہوگی۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

اعلان مفقود الخبری

● معاملہ نمبر ۶۳/۱۰۶۷/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ ارریہ) زینب بنت یاسین مرحوم مقام نرکیہ وارڈ نمبر ۲ ڈاکخانہ نرکیہ تھانہ بونسی بسیٹی ضلع ارریہ......فریق اول بنام محمد ضمیر الدین ولد شیخ گینو مرحوم، مقام چندردئی وارڈ نمبر ۲ ڈاکخانہ چندردئی ضلع ارریہ......فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم: معاملہ ہذا میں فریق اول ساکنہ مذکورہ بالا نے دار القضاء ارریہ میں آپ کے خلاف عرصہ دراز سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ و دیگر حقوق زوجیت سے محروم کرنے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس لئے آپ کو اس اعلان کے ذریعہ آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۱۰؍ جمادی الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۷؍جنوری ۲۰۱۹ء روز جمعرات کو خود مع گواہان مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● معاملہ نمبر ۱۸/۴۲/۱۱۰/۴۰ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سوپول دربھنگہ) غفرانہ خاتون بنت علی احمد مقام جمال پور تھانہ جمال پور ضلع دربھنگہ۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد افروز ولد محمد ذاکر مقام سہرسہ بستی ضلع سہرسہ۔ فریق دوم۔

اطلاع بنام فریق دوم: فریق دوم محمد افروز کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تمہاری منکوحہ غفرانہ خاتون ساکنہ مذکورہ نے دار القضاء امارت شرعیہ سوپول دربھنگہ میں فسخ نکاح کا استغاثہ دائر کیا ہے اس کا کہنا ہے کہ دو سال قبل تم جمال پور آئے اور غربت کی وجہ سے تم سے فریق اول کا نکاح ہو گیا، تم دو دن اس کے ساتھ رہے اور دو دن کے بعد چلے گئے۔ فریق اول کے والد نے سہرسہ بستی جا کر بہت تلاش کیا، مگر تمہارا کوئی پتہ نہیں چلا، فریق اول وشہود فریق اول کا بیان قلمبند ہو چکا ہے۔ لہٰذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو دو گواہ کے ساتھ مورخہ ۱۰؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۷؍جنوری ۲۰۱۹ء روز جمعرات بوقت دس بجے دن دار القضاء سوپول دربھنگہ حاضر ہو کر بیان وشہادت قلمبند کراؤ۔ بصورت عدم حاضری فریق اول کے بیان وشہادت پر معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

شیر شاہ سوری اور کرشن سنہا نے بہار کا نام روشن کیا

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر سمینار میں شرکاء کے احساسات

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر کے زیر اہتمام بہار کے رہنے والے دو سپوت کے نام سے ایک قومی سیمینار ہوا، جس میں ایک نے اپنی خدمات کے ذریعہ ملک میں بہار کا نام روشن کیا ، دوسرے نے حیرت انگیز کارناموں سے دنیا کو مبہوت کردیا، پہلی شخصیت مجاہد آزادی بہار کے پہلے وزیر اعلیٰ کرشن سنہا کی ذات ہے، دوسرے کا نام نامی اسم گرامی شیر شاہ سوری ہے، اس سمینار میں ملک کے نامور تاریخ داں اور اہل قلم حضرات نے شرکت کی ، اوران دونوں شخصیتوں کے سنہرے کارناموں کو اجاگر کیا، سمینار میں اپنے تقریری وتحریری خیالات کا اظہار مسلم وغیر مسلم دونوں دانشوروں نے کیا، اور دونوں نے دونوں شخصیتوں کو بہار کا فخر اور ہندوستان کی ناز قرار دیا، انہوں نے رحمانی فاؤنڈیشن کے بانی مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی اوران کے رفقاء کی اس بات کے لیے جم کر تعریف کی کہ ایسے ماحول میں جب کہ ملک میں نفرت کا زہر پھیلایا جارہا ہے، رحمانی فاؤنڈیشن نے پرانی قدروں اور تہذیبوں کو زندہ کرنے کا کام کیا ہے، اورنئی نسل کو یہ پیغام دینے کی کامیاب کوشش کی کہ اس ملک کی تعمیر وترقی میں مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کا کردار رہا ہے، اس سمینار میں شرکاء نے جہاں شیر شاہ سوری کے پنج سالہ دور اقتدار میں کیے گئے کارناموں ، سڑکوں کی تعمیر، قلعوں اور مقبروں کی تعمیر اور دوسری اہم تعمیرات، ڈاک کے نظام کی ابتداء، زرعی اصلاح کی طرف قدم ، عدل وانصاف پر مبنی نظام کا قیام، ہندوستان کو متحد رکھنے کے لیے ہندوستان کو پرگنوں اور تحصیلوں میں بانٹنے کی اسکیم وغیرہ پر روشنی ڈالی ، وہیں شری کرشن سنہا کی انگریزوں کے خلاف نمک آندولن تحریک ، نیل کی کھیتی کے خلاف تحریک ، دلتوں کو اعزاز دلانے اور صنعتی انقلاب کا جال بچھادینے اور مریض بہار کو تندرست وتوانا بنادینے کی جدوجہد کا جائزہ لیا۔

اس سمینار کی خاص بات یہ رہی کہ اس موقعہ پر مختلف علم وفن کی چھ کتابوں کا اجراء عمل میں آیا (۱) امیر شریعت حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی کی خدمات (۲) پروفیسر لطف الرحمان فن اور شخصیت (۳) عرضداشت (کالموں کا مجموعہ) (۴) جامۂ گل (۵) گرداب آرزو (۶) محبت ہی بغاوت ہے (شعری مجموعے) جس میں پہلی دو اور جامۂ گل رحمانی فاؤنڈیشن کے فروغ ادب کی طرف سے شائع ہوئی ہے، یہ بھی قابل ذکر ہے کہ اس موقعہ پر مشہور صحافی جناب جمیل منظر کوان کی صحافتی اور سماجی خدمات کے لیے حضرت رحمانی صاحب ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا۔ اس سمینار میں ۴۲/ اہل قلم اور نامور تاریخ داں حضرات کی تحریری اور زبانی شرکت ہوئی، جن میں شہپر رسول صدر شعبہ اردو جامعہ ملیہ دہلی، صفدر امام قادری صدر شعبہ اردو پٹنہ یونیورسٹی، پروفیسر علیم اللہ حالی، مشہور نقاد اور ادیب پروفیسر مشتاق احمد نوری، مشہور ادیب پروفیسر ظفر حبیب سابق شعبہ صدر اردو متھلا یونیورسٹی، راکیش کمار سنہا پرنسپل گورنمنٹ ٹیچر ٹریننگ اسکول بھاگلپور، تپن کمار سانڈیلیہ پروفیسر آرٹ کامرس پٹنہ، ڈاکٹر خورشید اکبرائے ڈیم لکھی سرائے ، جناب جمیل منظر مشہور صحافی ، جناب فخر الدین عارفی مشہور صحافی، جناب چندر بھانو سنگھ سابق پروفیسر پٹنہ سرفہرست ہیں۔

رحمانی فاؤنڈیشن ایک سماجی اور فلاحی ادارہ ہے، جسے ۱۹۹۶ء میں مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے قائم فرمایا، اس کے تحت سماج کے تین اہم ستونوں صحت ، تعلیم اور تہذیب کی سمت میں خدمت کی جارہی ہے، صحت کے لیے شعبہ ہیلتھ کیئر قائم ہے، جس کے تحت ہر سال دو ہزار مریضوں کی آنکھوں میں لینس لگایا جاتا ہے، تعلیم کے تحت کمپیوٹر اور بی ایڈ کی تعلیم دی جارہی ہے، مشترکہ تہذیب کے فروغ کے لیے فروغ ادب کے نام سے شعبہ کارگذار ہے، جس کے تحت اہم موضوع پر سمینار کا سلسلہ جاری ہے، مشاعرے ہورہے ہیں اور ادبی وسماجی موضوع پر کتابوں کی اشاعت ہورہی ہے۔

حضرت مولانا محمد اسرار الحق قاسمیؒ کے سانحہ ارتحال پر دفتر امارت شرعیہ میں تعزیتی نشست

ملک کے ممتاز عالم دین ، ملی ہمدردی رکھنے والے بے مثال قائد ورہنما حضرت مولانا محمد اسرار الحق قاسمی صاحب (ایم پی) کے سانحہ ارتحال پر امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے گہرے دکھ اور صدمے کا اظہار کیا اور فرمایا کہ مولانا کی زندگی جہد مسلسل اور اخلاص وللّٰہیت سے عبارت تھی ، انہوں نے بڑی محنت سے تعلیم حاصل کی اور دار العلوم کے ممتاز طلبہ میں رہے، مجھ سے دار العلوم میں ایک سال آگے تھے، فراغت کے بعد زندگی کے آخری سانس تک قوم وملت کی خدمت انجام دیتے رہے، اللہ تعالیٰ نے زبان کے ساتھ قوت تحریر سے بھی نوازا تھا۔ اس سلسلہ میں دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف میں ایک تعزیتی نشست ۸/ دسمبر کو منعقد ہوئی جس کی صدارت ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے فرمائی ۔ اس تعزیتی نشست سے ابتدائی کلمات میں نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ جنازہ کی نماز میں شرکت کے لئے کشن گنج گیا ہوا تھا، میں نے وہاں لوگوں کا اتنا بڑا ازدحام پہلی مرتبہ دیکھا، جس سے اندازہ ہوا کہ مولانا ہر طبقہ میں عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے رہے اور یہ ان کی مقبولیت کی دلیل ہے، بلاشبہہ ایسے بافیض عالم دین کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا ایک بڑا علمی سانحہ ہے، ان کے انتقال سے ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا، انہوں نے کہا کہ مولانا کو کافی دنوں سے جانتا ہوں، مولانا اپنی مصروفیات کے باوجود ہر موضوع پر قلم اٹھاتے اور اس کا حق ادا کرتے ، مولانا نے فرمایا کہ اظہار تعزیت کے لئے جب ان کے گھر پران کے بچوں سے ملاقات کے لئے گیا تو گھر کی سادگی اور رکھ رکھاؤ سے یہ نہیں اندازہ ہوا کہ یہ ایک ایم پی ہی کا گھر ہے، یہ ان کی سادگی اور شرافت کی بات تھی کہ بہت ہی سادگی اور وضع داری کے ساتھ زندگی گذاری ۔ انہوں نے تعلیمی اور ملی میدان میں بہت سے کارہائے نمایاں خدمات انجام دی ہیں، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ مولانا کا انتقال ایک فرد کا نہیں بلکہ ایک انجمن کا انتقال ہے، وہ ۱۵/ فروری ۱۹۴۲ء میں پیدا ہوئے ۔ ۷۶ سال کی عمر پائی ان کی پچاس سالہ ملی اور سماجی زندگی آئینہ کے مانند بالکل صاف وشفاف ہے، انہوں نے قناعت پسندی کو ترجیح دیا اور ٹکراؤ سے ہمیشہ گریز کرتے رہے، مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب صدر مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ ان کی موت قابل فخر موت رہی ، تہجد کے وقت اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے لئے کھڑے ہوئے اور ہمیشہ کے لئے اللہ سے جاملے، انہوں نے جو ملی خدمات انجام دی ہیں، اللہ اسے شرف قبولیت سے نوازے۔

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن صاحب قاسمی نے اپنے صدارتی کلمات میں کہا کہ مولانا نے تعلیمی میدان میں بہت سے نمایاں خدمات انجام دی ہیں، ملی گرلز اسکول اس کی سب بڑی مثال ہے ۔ کشن گنج میں علی گڑھ کی شاخ قائم کرنے کی بڑی جدوجہد کی ، اللہ نے انہیں تقریر وتحریر دونوں میں ملکہ عطا فرمایا تھا، ان کے دینی وسماجی مضامین پابندی سے مختلف اخبارات میں شائع ہوتے تھے، جس میں موجودہ حالات میں ملت کی رہنمائی کرتے ، ایسے ملی قائد ورہنما کا اٹھ جانا بلاشبہہ ایک بڑا ملی خسارہ ہے، اللہ ان کی مغفرت فرمائے اوران کے درجات کو بلند کرے ۔ ہندوستان کی ملی تنظیموں سے ان کا گہرا رابطہ رہا اور تمام اداروں نے ان کے مشوروں اور صلاحیت سے فائدہ اٹھایا، امارت شرعیہ سے مولانا کو بے پناہ عقیدت تھی حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم سے اچھے مراسم تھے۔ اس نشست میں موجود امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران وکارکنان نے شرکت کی اور مولانا کے لئے اجتماعی دعاء مغفرت کی۔ مولانا محمد احمد صاحب کی تلاوت کلام پاک سے مجلس کا آغاز ہوا۔ آخر میں مولانا مفتی محمد سہیل احمد قاسمی صاحب نے دعائے مغفرت کرائی۔

فوقانیہ 2018 کے نتائج جاری

درجہ فوقانیہ 2018 کے امتحان کے نتائج جاری کردیئے گئے ہیں ، رزلٹ جاری کرتے ہوئے بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے چیرمین جناب محمد ارشد فیروز نے بتایا کہ فوقانیہ امتحان 2018 میں کل طلباء وطالبات کی تعداد 67280 رہی جس میں طلباء کی تعداد 23558 اور طالبات کی تعداد 43722 ہے، کامیاب طلباء وطالبات کی تعداد 48087 ہے اور ناکام طلباء وطالبات کی تعداد 19085 ہے، جب کہ غیر حاضر طلبا وطالبات کی تعداد 7549 رہی، برخاست طلباء وطالبات کی تعداد 09 ہے، اس امتحان میں فرسٹ ڈویژن سے کامیاب ہونے والے امیدواروں کی تعداد 1178 ہے، سکنڈ ڈویژن سے کامیاب امیدواروں کی تعداد 18723 جب کہ تھرڈ ڈویژن سے کامیاب ہونے والے امیدواروں کی تعداد 28185 ہے، واضح ہو کہ اس امتحان میں غیر مسلم طلبا 09 اور طالبات 12 نے بھی حصہ لیا، امتحان کے نتائج مدرسہ بورڈ کی ویب سائٹ www.bsmeb.org پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

حج درخواست فارم جمع کرنے کی آخری تاریخ ۱۹/ دسمبر

بہار ریاستی حج کمیٹی کے چیف اکزکیوٹیو افسر محمد راشد حسین نے مطلع کیا ہے کہ حج کمیٹی آف انڈیا ممبئی کے سرکولر نمبر ۴ مورخہ ۱۲/۱۲/۲۰۱۸ کے ذریعہ ریاستی حج کمیٹی پٹنہ کے دفتر میں حج درخواست فارم برائے حج ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۰۱۹ء پر کرنے کی آخری تاریخ ۱۲/ دسمبر ۲۰۱۸ء سے بڑھ کر ۱۹/ دسمبر ۲۰۱۸ء ہوگئی ہے، لہذا ریاستی حج کمیٹی کے دفتر میں اب حج کے پر شدہ فارم ۱۹/ دسمبر ۲۰۱۸ء تک جمع کئے جاسکتے ہیں، حج کے خواہشمند افراد جن کا پاسپورٹ ابھی موصول نہیں ہوا ہے، وہ ۱۹/ دسمبر ۲۰۱۸ء یا اس سے قبل کا جاری کردہ پاسپورٹ کی بنیاد پر حج درخواست فارم بھرنے کے اہل ہوں گے، حج کے خواہشمند افراد جو اب تک کسی وجہ سے حج کا فارم بھر کر جمع نہیں کراسکے ہیں ان سے اپیل ہے کہ وہ آخری تاریخ کا انتظار کئے بغیر جتنا جلد ممکن ہوسکے حج کا فارم بھرنے کا کام مکمل کرلیں اور معینہ تاریخ تک فارم ریاستی حج کمیٹی کے دفتر میں جمع کرادیں۔ حج کے خواہشمند ایسے تمام پاسپورٹ درخواست گذاروں سے اپیل ہے کہ وہ پاسپورٹ سے متعلق دشواریوں کے حل کے لئے بہار ریاستی حج کمیٹی حج بھون پٹنہ سے شفارشی خط لے کر پاسپورٹ کی فوٹو کاپی حاصل کرکے حج درخواست فارم پر کرلیں، حج کے خواہشمند جن افراد کا پاسپورٹ ابھی موصول نہیں ہوا ہے، ان سے اپیل ہے کہ اپنے کور (Cover) کے کسی فرد کے پاسپورٹ کے نمبر سے 300/= روپے فی کس کے حساب سے بینک کا چالان (Pay in slip) آخری تاریخ تک ضرور بھردیں، یہ ۱۹/ دسمبر تک بھی پاسپورٹ جاری ہوجاتا ہے، تو اس بنیاد پر بھی حج کا فارم پر کیا جاسکتا ہے، تمام اضلاع کے ذمہ دار، حج ٹریزس وحج سے متعلقہ حضرات سے اپیل ہے کہ اپنے اپنے علاقوں کے حج کے خواہشمند پاسپورٹ درخواست گذاروں کو اپنے طور پر مطلع کریں، مساجد کے ائمہ اور خطیب حضرات سے خصوصی اپیل ہے کہ وہ مقامی آبادی میں حج درخواست فارم بھرنے کی آخری تاریخ ۱۹/ دسمبر تک توسیع ہونے کی خبر کو زیادہ سے زیادہ مشتہر کرکے معاونت فرمائیں۔

Volume:56/66,Issue:49 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

اے موج بلا، ان کو بھی ذرا دوچار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں
(معین احسن جذبی)

ملک کے موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا یحییٰ نعمانی

ملک کے حالات کی ایک تصویر تو آپ کو میڈیا سے ملتی ہے، جو دکھاتی ہے کہ ملک میں مسلمانوں سے نفرت اور غصہ بھر گیا ہے۔ آئے دن کے واقعات اس کی گواہی دیتے ہیں۔ شدت ونفرت اور غضب وانتقام پسندی کی یہ آگ اصل میں تو انتہا پسند تنظیموں کی لگائی ہوئی تھی ہی؛ لیکن ہر لمحے مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے والا مواد نشر کر کے اس کو طوفانی شکل دینے کا کام بے ضمیر میڈیا انجام دے رہا ہے اور سرمایہ داروں کی لوٹ اور حکومت کی بد کرداریوں کو چھپانے اور مظلوم طبقات کی جدوجہد دبانے کے لیے بکاؤ میڈیا اور سیاسی پارٹیاں آگ بھڑکانے کا کام کر رہے ہیں۔ یہ اصل میں ظالم ومظلوم کی کشمکش میں ظالم کی ایک مکارانہ چال ہے۔

نفرت وغصے کی یہ تصویر جھوٹی نہیں ہے۔ ملک میں نفرت بڑھ رہی ہے؛ مگر ملک میں دوسرے امکانات بھی موجود ہیں، ان کی شناخت، قدر اور استعمال ہی ہمارے لیے واحد راستہ ہے۔ محض تشویش وتکلیف کا اظہار صحافت تو ہوسکتا ہے علاج تو قطعاً نہیں، حکمت کا تقاضا ہے کہ اس صورت حال کو بہتر بنانے کے امکانات ڈھونڈے جائیں اور ان کی خوب نشان دہی کی جائے، تا کہ ملک کے امن وانصاف پسندوں کے لیے روشنی کی کرن اور راہ عمل فراہم ہوسکے۔

ہم اللہ کی ذات عالی پر بھروسہ کر کے پورے اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ ابھی ملک میں امکانات کی بڑی گنجائش موجود ہے۔ ایک طرف تو میڈیا سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نفرت نے دلوں میں آگ لگا رکھی ہے، مگر واقعہ یقیناً یہ بھی ہے کہ ابھی بھی ان جنونیوں (Fanatics) اور شر پسندوں کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے، ملک کی غالب اکثریت امن پسند اور شرافت کی قدر کرنے والی ہے۔

یہ میرا عمر بھر کا تجربہ ہے کہ ملک میں عام غیر مسلم آبادی، تمام ذات برادریوں اور علاقوں کی، مسلمانوں کے ساتھ اچھا ہی برتاؤ کرتی ہے۔ گزشتہ مہینوں میں میڈیا نے اپنی ہیجان خیزی سے جو نفسیاتی جنگ ملک میں چھیڑ رکھی ہے، اس کی وجہ سے دل میں خیال آیا کہ جب بھی موقع ملے تو ایک مرتبہ پھر جائزہ لیا جائے کہ کیا عام غیر مسلم کی نگاہ بدل گئی ہے؟

گزشتہ ایک ڈیڑھ مہینے کے دوران جو ذاتی تجربات ہوئے ان کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ عام غیر مسلم کے سامنے ایک باوقار شریفانہ مسلم کی تصویر رکھی جائے تو اس کو عزت واحترام ملتا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلا جو تجربہ میں پیش کرنا چاہوں گا وہ ابھی چند ہفتے قبل کا ہے۔ اہل خانہ کا ایک چھوٹا سا آپریشن ہونا تھا۔ لکھنؤ کے کنگ جارج میڈیکل کالج میں آپریشن طے ہوا، جن ڈاکٹر صاحب نے آپریشن کیا ان سے تو کسی نے تعارف کرا دیا تھا اور وہ خصوصی توجہ دے رہے تھے۔ لیکن اس آپریشن سے پہلے کچھ نزاکتوں کی وجہ سے دسیوں جانچیں اسپتال میں کرائی گئیں، بار بار جانا اور پھر آپریشن کے دوران اور بعد میں بلا مبالغہ دسیوں غیر مسلم ڈاکٹروں اور عملے کے لوگوں سے واسطہ پڑا، میں اللہ کے شکر کے ساتھ کہتا ہوں کہ مجھے بہت سے لوگوں سے وہ اکرام ملا جو کسی مریض اور اس کے تیمارداروں کے ساتھ ان کے معاملے میں نظر نہیں آتا تھا، اپنی مولویانہ وضع وقطع کی وجہ سے میں اضافی عزت وتکریم ہی پاتا تھا، مجھ سے کہیں، نفرت تو دور، کسی اجنبیت اور غیریت کا معاملہ بھی نہیں کیا گیا۔ لکھنؤ سکریٹریٹ میں ملازم ایک صاحب اپنی بچی کا آپریشن کرانے کے لیے آئے ہوئے تھے، پاس بیٹھے تو معمولی سی کچھ بات چیت ہوگئی، ایک مرحلے پر جب ان کی بچی کو تکلیف تھی بہت معمولی سی مدد کر دی گئی۔ آپریشن کے بعد ملاقات ہوئی تو میں نے ان کی بیٹی کا حال پوچھ لیا، بس وہ شخص بچھ ہی تو گیا! نیاز مندی سے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا، اس کے بعد خیریت بتائی۔

ایک موقع پر میں نے عملے سے کہا کہ آپ یہ کام جلد کر دیں مجھے نماز پڑھنی ہے، ہمیشہ کی طرح ہی تجربہ ہوا، ایک غیر مسلم بھائی نے فوراً دوسرے ساتھی سے کہا ان کو نماز کو جانا ہے جلد کام کرو۔ سیکڑوں مرتبہ کا یہ تجربہ ہے کہ ٹرین میں، ایرپورٹ یا کسی بھی عوامی جگہ پر نماز کے لیے عزت کے ساتھ ہی سہولت فراہم کی جاتی ہے، قصہ کافی پرانا ہے مگر نماز کی مناسبت سے ذکر کر دوں، سڑک کے سفر میں وضو کے لیے پانی ڈھونڈ رہا تھا، ایک مندر پر گاڑی رکوائی، پجاری سے پانی اور نماز کی اجازت مانگی، اس نے بڑی عزت کے ساتھ پانی لا کر دیا اور مندر کے صحن میں ایک تخت کی طرف اشارہ کر کے کہا: مولانا جی! یہ پوتر ہے اس پر پڑھ لیجیے۔ اور پھر ہم نے نماز پڑھی۔

ابھی کچھ دن پہلے دہلی کا ایک سفر ہوا، میں ماحول کا اسی نقطہ نظر سے جائزہ لیتا رہا کہ نفرت انگیزی کی مہم کے باوجود انسانیت کی گنجائش کتنی ہے، وہی جو ہمیشہ کا تجربہ ہے کہ مولویت احترام ہی کی مستحق قرار پاتی ہے۔

گزشتہ سال مئی میں والد ماجد مدظلہ کا گجرات میں ایکسیڈنٹ ہوا، احمد آباد میں ایک ایسے اسپتال میں آپریشن اور علاج ہوا، جس میں ایک شخص بھی مسلم نہیں تھا؛ مگر سرجن ڈاکٹر دنیش ٹھکر جو غالباً اس اسپتال کے مالک بھی تھے، نہایت عقیدت واحترام سے پیش آتے، دیر تک ادب سے کھڑے رہے۔ بار بار اپنے اس تأثر کا اظہار کرتے کہ میں نے اپنی عمر میں ایسا مریض نہیں دیکھا، مریضوں کے تیماردار دعاؤں کے لیے آتے، ایک تیواری صاحب جو کسی محکمے کے سکریٹری لیول کے افسر تھے، ہاتھ جوڑ کر دعائیں لیتے، بڑی منت ولجاجت سے کچھ ہدیہ بھی پیش کرتے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ میڈیا کی تصویر یہ ہے کہ ڈاڑھی کرتا نفرت کی نظر سے دیکھے جا رہے ہیں؛ مگر اکثر تجربہ یہ ہو رہا ہے کہ مولویت احترام کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ پہلی تصویر بھی بالکلیہ غلط نہیں ہے؛ مگر کوئی شبہہ نہیں کہ دوسری تصویر بھی ایک بڑی زمینی حقیقت ہے۔ بات یہ ہے کہ شر پسندوں اور جنونیوں کا ایک گروہ ہے، جو منظّم ہے اور وسائل سے مالا مال ہونے کے علاوہ ملک کو لوٹنے والے اور اس کے غریب عوام کا خون چوسنے والے سرمایہ داروں کے کام کی چیز ہے، وہ عوام کو اپنی لوٹ سے غافل رکھنے کے لیے نفرت انگیز ٹولے سے کام لیتا ہے، سرمایہ دار کی حمایت اور خود منظّم ہونا یہی ان کی طاقت ہے اور بس!

وقت کی سب سے اہم ضرورت یہی ہے کہ ان امکانات سے کام لیتے ہوئے ملک میں نفرت وظلم کے ان کاروباریوں سے عوام میں نفرت پیدا کی جائے، ان کے کالے کارناموں اور جھوٹ اور فریب پر مبنی ان کے پروپیگنڈے کی حقیقت کھولی جائے۔ یاد رکھیے کہ آپ کے پاس بڑی طاقت موجود ہے، اور وہ یہ ہے کہ ملک کی آبادی کی ایک بڑی اکثریت (اگرچہ نہ بہت ایمان دار ہے نہ غیر جانب دار اور نہ حق پرست، مگر) اس میں انسانیت باقی ہے، ہم اگرچہ منظّم نہیں ہیں، نہ اس طرح کے کسی ملکی مشن کے لیے ہمارے پاس سرمایے کی طاقت ہے، مگر ہماری طاقت عوام کی طاقت ہے۔ زمینی سطح پر ہمارے لیے یقیناً زیادہ گنجائش ہے، میں یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ اس ملک کے عام آدمی تک حق وانصاف اور انسانیت وشرافت کا پیغام پہونچانا ناممکن ہو گیا ہے۔ آپ میں سے جو شخص زمینی سطح پر عام انسانوں سے رابطہ کرتا ہوگا، وہ یقیناً اس کی تصدیق کرے گا کہ اگر لوگوں سے شرافت اور وقار وسنجیدگی کے ساتھ پیش آیا جائے تو (سوائے چند بدمعاش قسم کے غنڈہ صفت عناصر کے) لوگ عزت وہمدردی کا معاملہ کرتے ہیں۔ ہمارے ملکی معاملات اور رویے میں انہی دو صفات کا مظاہرہ ہونا چاہیے: (۱) شرافت اور (۲) وقار وسنجیدگی

الحمد للہ ملک کی فضا اب بدل رہی ہے، خصوصاً موجودہ حکومت کے ملکی بربادی کے اس دور نے، جس نے سب کچھ تباہ کر دیا، اس کا خاص موقعہ فراہم کیا ہے کہ عام غیر مسلموں کو نفرت وعداوت اور جھوٹ کی ان سازشوں سے باخبر کیا جائے۔ لوگ دھوکے سے باہر آرہے ہیں۔ وہ میڈیا جو (Main stream media) کہلاتا ہے، اس کا ضمیر فروش کردار اب کسی سے چھپا نہیں؛ لیکن عوام میں اپنی بار دوسروں تک پہونچانے کے دوسرے ذرائع موجود ہیں، جن میں سب سے اہم اور مؤثر ذریعہ ہم سب کا براہ راست رابطہ اور معاملہ ہے۔ مسلمانوں کے گھر گھر اور چپے چپے تک یہ پیغام پہونچانا ضروری ہے کہ اس ملک میں ان کی بقا اس سے وابستہ ہے کہ ان میں غیر مسلموں کو انسانیت وشرافت کی تصویر نظر آئے۔

حالات کے پیش نظر ہم کو ملک کے عام انسانوں تک دو موضوعات پر معلومات فراہم کرنی ہیں:

(۱) اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں پھیلائے جا رہے جھوٹ کی تردید۔

(۲) ملک میں نفرت اور فساد پیدا کرنے والے گروہوں کے سیاہ کارناموں اور انسانیت سوز کردار پر سے پردہ اٹھانا، جس میں مظلوم طبقات، اقلیتوں، دلتوں، آدی باسیوں، غریبوں، مزدوروں اور کسانوں پر ہونے والے لگاتار مظالم اور استحصال کی پالیسیوں کو بھی آشکارا کیا جائے اور حکومت کے نام سے جاری لوٹ کے سسٹم کی پردہ دری بھی کی جائے۔ آپ جب یہ کام کریں گے تو طعنے بھی ملیں گی اور برافروختہ کرنے کی کوششیں بھی ہوں گی؛ مگر سمجھ لیجیے کہ یہ بدقماش ٹولہ ہمارا مخاطب ہے ہی نہیں، اس سے قرآنی تعلیم کے مطابق، اعراض کر کے دوسروں تک اپنی بات پہونچائی جائے۔ یہ کام اگر کسی انتظامی ارتکاز (Centralized System) کے ساتھ ہوں گے تو ان کو نشانہ بنایا جا سکے گا، اور اگر انفرادی طور پر انجام پائیں گے تو کام کرتے رہیں گے۔

ہماری ایک بیماری یہ ہے کہ جب کسی نئے کام کی ضرورت پڑتی ہے تو پوری قوم دینی جماعتوں اور طبقہ علماء سے ہی اس کے انجام دیے جانے کی توقع کرتی ہے۔ جان لینا چاہیے یہ کام صرف علماء اور دینی جماعتوں کے بس کا نہیں، وہ اس میں جزوی طور پر یا مددگار کے طور پر اور علمی ودینی رہنمائی کے ذریعے شریک تو ہو سکتے ہیں، خود اس کا بوجھ اٹھانے کا کام تو ٹیکنکل تعلیم یافتہ اور ملکی زبانوں سے آراستہ طبقہ ہی کر سکتا ہے۔

ہاں علماء کی خاص ذمے داری اس کی تحریک اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلانا ہے؛ مگر کیا اپنی غفلت کو خیرباد کہہ کے ہم اس کے لیے کمر کسیں گے؟